بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے چھیالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

545
صفر ۱۴۳۲ھ
دسمبر 2010

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -100-0001

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن
ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 46
شمارہ نمبر ---- 03
صفر ---- ۱۴۳۲ھ
دسمبر ---- ۲۰۱۰ء

(مہر) مقصدہ اشاعت ... 21-1-2011 ... 136

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: توہین رسالت ایکٹ کے خلاف سازش غلامانِ مصطفیٰ کے ہاتھوں شکست سے دوچار
مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب کی جدائی ۔
ایک علمی شخصیت اور عہد کی رخصتی .... راشد الحق سمیع ۲
تعزیتی مکتوب .... مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۷
یادرفتگان: مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمانؒ دارالعلوم حقانیہ میں آمد اور تاثرات ۸
☆ عظمت رسول ﷺ اور توہین رسالت کی سزا .... مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۰
☆ افغان امن جرگہ کی آمد اور خونریزی کے حل کی تلاش .... مولانا عبدالرؤف فاروقی ۱۸
☆ مرثیہ: سراج الاسلام سراج .... مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ۲۱
☆ اکوڑہ خٹک کی ایک صاحب کمال علمی شخصیت سراج الاسلام سراج .... جناب سکندر خان، اٹک ۲۲
☆ توہین رسالت ۔۔۔ پس منظر .... پروفیسر رشید احمد انگوی ۲۶
☆ تحفظ ناموس رسالت .... تمام مکاتب فکر کا اتحاد .... مولانا محمد الیاس گھمن ۲۹
☆ محفل میلاد النبی ﷺ کی تاریخ اور شرعی حیثیت .... جناب عبدالسلام عبدالقادر جامعی سری ۳۲
☆ موجودہ حالات اور ہماری سیاسی قیادت کا امتحان .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۳۷
☆ طالبان اور ملا عمر کے بغیر افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا .... حافظ محمد طاہر محمود اشرفی ۴۰
☆ مغرب کی مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تسلسل کی مثالیں .... جناب مزمل کریم فلاحی ۴۱
☆ گوانتاناموبے نام کی بدنام زمانہ امریکی اذیت گاہ .... جناب شفیق الاسلام فاروقی ۴۴
☆ عالم اسلام .... جاوید اختر ندوی ۵۱
☆ مفلوک الحال عوام کے عیاش حکمران اور معاشرے کی اصلاح .... مولانا عبدالرحمان ملی ندوی ۵۴
☆ ایک علمی خاندان کا شہید (مولوی عبدالرحمن) .... ادارہ ۵۷
☆ دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۰
مولانا حکیم عبدالمغنی حقانی باچا (مرثیہ) .... مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ۶۲
☆ تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان ۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

توہینِ رسالتؐ ایکٹ کے خلاف سازش غلامانِ مصطفیٰ کے ہاتھوں شکست سے دوچار

صلیبیت ودہشت کا علمبردار مغرب وامریکہ گزشتہ کئی برسوں سے اسلام اور محسن انسانیت ﷺ کے خلاف ہر محاذ پر اپنی سازشیں، نفرتیں اور جنگیں لڑ رہا ہے لیکن مقامِ شکر وامتنان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت کے باعث ہر محاذ، ہر موڑ اور ہر گام پر ان کی تمام سازشیں اور رکاوٹیں ایک ایک کر کے ناکام ونامراد ہو رہی ہیں۔ ان کے تمام مُہرے پیادے بری طرح پٹ رہے ہیں۔ لندن اور واشنگٹن میں آئے روز عیسائیت کی ناکامیوں پر ''شامِ غریباں'' سجتی ہے اور ویٹیکن میں پوپ بنی کٹ روز اپنی نامرادیوں کی سولی پہ چڑھتا ہے کہ مسلمانوں کے زنگ آلودہ وپژمردہ دلوں سے کیسے محمد عربی ﷺ کی محبت اور عشق کو مٹایا جائے۔ ان کے دلوں سے نہ خاکوں کے ذریعے عظمتِ رسول گھٹائی جاسکی اور نہ ہی عصر حاضر کی مغرب آلودہ زہریلی ہوا مسلمانوں کے عشق ومحبت کی فروزاں شمعوں کو بجھاسکی۔

پوپ کا توہین رسالت ایکٹ اور گورنر پنجاب کے قتل کی مذمت کے متعلق تازہ بیان بھی اس بات کی کھل کر غمازی کر رہا ہے کہ ویٹیکن کے گرجے میں ماتمی دھنیں اور افسوس کے گھنٹے بجنے شروع ہوگئے ہیں۔ اندازہ لگائیے کہ پاکستانی قوم کی ذراسی بیداری اور غازی قادری کی ضربِ حیدری کے گھاؤ کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔ سارا عالم عیسائیت امریکہ اور پوپ ان دنوں ہذیانی کیفیت سے دوچار ہیں کیونکہ ان کی نیو میلینیم کیلئے بُنی گئیں ساری سازشیں اور ان کے مسلط کردہ حکمرانوں کی کوششیں ایک مردِ قلندر کے وار اور قوم کی پکار کے باعث تارِ عنکبوت ثابت ہوگئی ہیں۔

پاکستان میں قانونِ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف نام نہاد لبرل طبقے اور امریکہ کے پالتو حکمرانوں کے پیٹ میں وقفے وقفے سے درد اٹھتا رہتا ہے کہ کسی نہ کسی طور پر اس قانون کو ضیاء الحق کا قانون قرار دے کر ختم کیا جائے تاکہ امریکہ اور مغرب جو تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو پاکستان میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں، کو خوش وراضی کیا جاسکے۔ لیکن اس سرپھری قوم کا کیا کیا جائے جو ہزاروں اختلافات اور قسم قسم کے فروعی و سیاسی ومسلکی تنازعات اور جھگڑوں میں ہر وقت بٹی رہتی ہے لیکن جب بھی ناموس رسالت مآب ﷺ کا ذکر آتا ہے تو یہ بکھری پریشاں حال اور ٹوٹی تسبیح کے دانوں کی مانند تتر بتر ملت مرحومہ کے تنِ شکستہ میں وہ قوت، حمیت، غیرت اور زندگی

کی وہ توانائیاں اور ایمان کی حلاوتیں اور عشق رسول ﷺ کی لذتیں آنِ واحد میں یکجا ہو جاتی ہیں اور یہ ایک سیسہ پلائی ہوئی چٹان اور بلندیوں میں آسمان کی مانند ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسا لشکر جرار حکمرانوں اور دنیا کے سامنے نظر آنے لگتا ہے جسکے سامنے مغرب اور عیسائیت اور تمام عصر حاضر کی استعماری قوتیں لرزہ براندام نظر آتی ہیں۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے ساتھ گزشتہ دنوں خود اس کے اپنے باڈی گارڈ جناب غازی ملک ممتاز قادری نے جو کچھ کیا وہ حالات و واقعات کے عین مطابق ہوا کیونکہ جس طرح گورنر پنجاب نے امریکی اور صدارتی ایماء اور نشہ اقتدار میں جھوم کر توہین رسالت ایکٹ کی مخالفت میں نہ صرف اسے کالا قانون قرار دیا (العیاذ باللہ) بلکہ اس طرح پاکستان کے متفقہ قانون اور اس کے عدالتی نظام کا تمسخر بھی بار بار اڑاتا رہا اور اس طرح اس موضوع کے حوالے سے ملک کے تمام دینی و سیاسی جماعتوں و تنظیموں کی بار بار یاد دہانیوں اور نصیحتوں کو اس نے واشگاف الفاظ میں اپنے جوتے کی نوک پر مسلنے کا اعلان بھی کرتا رہا تو قدرت نے بھی اسے ایسی بری طرح سے مَسلا کہ تاریخ میں یہ ایک عبرت کی مثال بن گیا ہے۔ گورنر پنجاب نے یہ ہلاکت، ذلت و رسوائی کا راستہ اپنے ہاتھوں سے کھودا اور عیسائیوں کی خوشنودی، اپنے مجازی آقاؤں کی آشیرباد حاصل کرنے و اقتدار کے دوام کے لئے وہ اس حد تک چلا گیا تھا جہاں ہر قدم پر اسے قدرت اور پاکستانی عوام اور غلامان مصطفی ﷺ کے ہاتھوں نقصان پہنچنے کا قوی امکان تھا لیکن اسے کعب بن اشرف، مسیلمہ کذاب، راجپال، سلمان رشدی اور ملعونہ تسلیمہ نسرین اور (عاصیہ) آسیہ کے جہنمی قافلہ کا شریک سفر ہر حال میں بننا تھا۔ لہٰذا قدرت اور غلامان مصطفی ﷺ نے بھی اس میں زیادہ دیر کرنا مناسب نہ سمجھی۔ کیونکہ مرنے سے تین دن پہلے لاہور کی ایک تقریب میں اس نے ایک طالب علم کے سوال انا کفیناک المستھزین .... (تیرا ہنسی مذاق اڑانے والوں کیلئے ہم خود ہی کافی ہیں) کے جواب میں کہا کہ "ٹھیک ہے جب اللہ کافی ہے تو پھر قانون رسالت کو تحفظ کی کیا ضرورت ہے؟ یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں........." اور پھر ٹھیک تین دن بعد ہی قدرت نے تمسخر اور مخالفت کرنے والے حکمران سے خود بدلہ لے لیا۔ کیونکہ جب خداوند جبار و قہار کی غیرت کو للکارا جائے گا اور ناموس رسالت ﷺ کے ایکٹ پر پھبتیاں کسی جائیں گی اور ختم المرتبت محسن انسانیت حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس پر سزا یافتہ عیسائی مجرمہ کو ترجیح دی جائے گی، عدالت اور قانون کا مذاق اڑایا جائے گا، کروڑوں ہم وطن مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے گی اور بار بار شرانگیز بیانات کی صورت میں مسلسل اشتعال انگیزی کر کے عملی انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا جائے گا تو اس کا حشر بھی حشر سے پہلے دنیا نے دیکھ لیا ہے۔

تو منکر قانون مکافات عمل تھا ۔۔۔ لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہیں ہے

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سترہ کروڑ عوام توہین رسالت ایکٹ کے تحفظ کیلئے ممتاز قادری کے راستے پر مر مٹنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں اور وہ ممتاز قادری کو قانونی تحفظ دینے کیلئے ایک ہیں۔ وہ اسے عہد حاضر کا غازی علم الدین شہیدؒ اور عامر چیمہ شہید کے مرتبے پر فائز سمجھتے ہیں۔ پانچ سو وکلاء اسکے کیس کی پیروی کیلئے صف بستہ کھڑے ہیں۔ کیونکہ اگر

گورنر پنجاب شاتم رسول آسیہ کی حمایت میں اسلامی اور پاکستانی قوانین کی دھجیاں اڑاتا ہے اور اسکی جاں بخشی ورحم کی اپیل صدر مملکت سے کرتا ہے تو اس ''قاتل'' قادری کی حمایت' رہائی کی تحریک اور گل پاشیاں کرنا بھی کوئی جرم نہیں۔

سلام اس ذاتؐ پر جس کے پریشاں حال دیوانے سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ وحیدرؓ کے افسانے

دوسری جانب چند ہزار مغرب زدہ افراد اس قانون کی مخالفت کررہے ہیں۔عیسائی اقلیت اپنی حدود سے تجاوز پر تلی ہوئی ہے' اگر چہ انہیں پاکستان میں اتنے زیادہ حقوق حاصل ہیں کہ باہر کی دنیا میں مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔وہاں تو ان کے سروں کی چادریں اور نقاب بھی کھینچے جارہے ہیں۔تو پھر کہاں ہیں جمہوریت کے ماننے والے؟ پاکستانیوں نے ۹ جنوری کو کراچی کی کامیاب اور عظیم ریلی اور اس سے قبل ملک بھر میں کامیاب ہڑتال کے ذریعے پوری دنیا کو یہ پیغام دے دیا ہے کہ وہ اس قانون پر کوئی امریکی اور مغربی ڈکٹیشن قبول کرنے کو تیار نہیں۔

پاکستانی قوم تو بے غیرت حکمرانوں کو برداشت کرسکتی ہے' ظلم وستم کی تمام مشقیں اپنی گردن پر سہ سکتی ہے' ڈرون حملوں کی بارش گوارا کرسکتی ہے' مہنگائی' لوڈشیڈنگ کے ہاتھوں برباد ہوسکتی ہے' بیروزگاری اور بدامنی کے باعث زندہ درگور ہوسکتی ہے لیکن شانِ مصطفیٰ ﷺ کی حُرمت پر نہ گنگ رہ سکتی ہے اور نہ اندھی رہ سکتی ہے' نہ خریدی جاسکتی ہے اور نہ دبائی جاسکتی ہے۔حضور اقدس ﷺ کے عشق کی چنگاریوں نے پاکستانیوں کے مردہ جسم وجاں میں پھر ایمان کی چنگاریاں بھردی ہیں۔یہ بھی آپ کی ذات اقدس ﷺ کا اعجاز اور زندہ جاوید معجزہ ہے کہ وہ ایمان اور حب الوطنی کا جذبہ اور عشق رسول ﷺ کا ولولہ اور مجنونانہ وارفتگی وجاں سپاری کا مشغلہ جو ہم نے غلام' نااہل' بدعنوان اور عہد شکن حکمرانوں کی پالیسیوں کے ہاتھوں اور عصر حاضر کی بیماریوں مادیت ولادینیت کے باعث کہیں دفن کردیا تھا' اس شعلہ جوالا موضوع (تحفظ ناموس رسالت) اور ممتاز قادری کی ضرب حیدری نے وہ متاع گمشدہ (دینی حمیت اور عشق رسول ﷺ) ایک بار پھر ہمارے سامنے آشکارا کردی۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر خدا شاھد کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں ہوسکتا

اور اس لئے بھی کہ وہی ذات اقدس ﷺ اور اس کی عزت وآبرو ہماری حاصل زندگی' ہماری شان' ہماری آن اور وہی ہمارا ایمان ہے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اور وہی ذات اقدس ہے جس نے جاہلیت کی ظلمت' کفر کے اندھیروں اور زمانے کے گردوغبار اور پستیوں سے نکال کر انسانیت کو اوج ثریا پر پہنچا کر اسے رشک قدسیاں کردیا تھا۔اس آبروئے کائنات کی آبرو اور دہلیز پر کرۂ ارض کی تمام نعمتیں بشمول والدین' اولاد' اور تمام آفتاب ومہتاب بھی قربان اور صدقے۔

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است کسے کہ خاک درت نیست خاک بر سر او

وصلی اللہ تعالی علی خیر الخلقہ و نور عرشہ کما یحب ویرضیٰ

مہتمم دارالعلوم دیوبند' امیر الہند' یادگار اسلاف
حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کی جدائی

۲۰۱۰ء کا خونی سال بھلائے نہیں بھولے گا' سارا سال اہل پاکستان پر طرح طرح کی قیامتیں ڈھاتا رہا' جس کی تفصیل اور نقصان کا اندازہ یہاں ضروری نہیں۔ اس کے علاوہ علمی اور ادبی شخصیات اس سال اس تیزی سے ہم سے جدا ہوئیں کہ صفِ ماتم اٹھانے کا موقع ہی نہ ملا۔ پے در پے حادثات اور مشاہیر امت کے غم واندوہ نے علمی و دینی حلقوں کو سوگوار رکھا۔ اس عام الحزن کے بچے کھچے شب و روز ابھی باقی تھے کہ جاتے جاتے ایک اور بڑے حادثہ جانکاہ نے سارے عالم اسلام اور خصوصاً ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کو رنجیدہ اور شکستہ خاطر کردیا' یہ جانے والی عظیم باکمال اور ہردلعزیز شخصیت حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن نور اللہ مرقدہ' مہتمم دارالعلوم دیوبند اور امیر الہند تھے۔ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ دارالعلوم دیوبند اور ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے عطیہ خداوندی تھے۔ آپ نے زندگی کا طویل ترین عرصہ تقریباً ۷۰ برس اس عظیم علمی و روحانی قبلہ و درسگاہ کی ان تھک خدمت اور بے پناہ ترقی کے لئے وقف کیا۔ اور دارالعلوم دیوبند کی ناؤ کو حالات و واقعات کے بھنور میں سے ایسی حالت میں ساحل عافیت تک پہنچایا جبکہ یہ ناؤ زمانہ کی ستم ظریفیوں کے باعث ہچکولے کھا رہی تھی۔ الحمد للہ بعد میں آپ نے اپنے اکابرین اور اپنے عظیم پیشرؤں کے بتلائے ہوئے اصولوں اور طریقہ کار کے مطابق مسندِ اہتمام اور انتظام کو اس خوبی سے نبھایا اور دارالعلوم کو ترقی کے اوجِ ثریا تک پہنچادیا۔ آپ کے دورِ اہتمام میں دارالعلوم نے ہر شعبہ میں بے مثال ترقی کی۔ علمی' دینی' روحانی اور تعمیراتی لحاظ سے آپ کا دور اہتمام نہایت شاندار رہا ہے۔ تقویٰ' امانت داری' وضع داری اور سادگی کے ہنر اور جوہر قدرت نے آپ کو خوب خوب عطا کئے تھے۔ پھر سب سے بڑا آپ کا کمال یہ رہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے موجودہ ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے دارالعلوم دیوبند کو نہ صرف ہر قسم کی سازشوں اور متعصب ہندوؤں کی چالوں سے محفوظ رکھا بلکہ کئی متعصب اور خطرناک حکومتوں اور عالمی استعمار کی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے بھی حتی الامکان دارالعلوم دیوبند کو الگ تھلگ رکھا۔ اس کے علاوہ آپ نے فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کی قدم بہ قدم رہنمائی بھی بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی۔ پاکستان آمد کے موقع پر آپ مشائخ واساتذہ کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ خصوصی طور پر تشریف لائے اور یہاں پر طلباء سے خطاب بھی فرمایا۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم سابق مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہ نے دارالعلوم کو دیوبند ثانی کا لقب دیا تھا۔ اور حضرت مولانا مرحوم نے دارالعلوم کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ''جو شاخ مولانا عبدالحق'' نے قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کررہی ہے۔ یہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ کی شخصیت کا بڑا پن تھا۔

آپکی وفات کی اطلاع کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی اجتماع ہوا۔ اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ اپنی عظیم مادر علمی دارالعلوم دیوبند' اس کے ارباب اہتمام' اساتذہ' طلباء اور آپکے پسماندگان کیساتھ تعزیت میں پوری طرح شریک ہے۔

ایک علمی شخصیت اور عہد کی رخصتی

اکوڑہ خٹک کی بزم ادب کا ایک ایسا چراغ گزشتہ مہینے ۲۷ ردسمبر ۲۰۱۰ء صبح آٹھ بجے طویل علالت کے بعد بادِ فنا کے باعث ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔ جناب سراج الاسلام سراج صاحب خیبر پختونخواہ کی ایک بڑی علمی اور فنی شخصیت تھے۔ آپ نصف صدی سے زائد شعروادب اور فنون لطیفہ کے آسمان پر سراجِ منیر کی طرح چمکتے رہے۔ آپ علمی‘ ادبی صلاحیتوں‘ خوبیوں اور نیکیوں کا ایسا دریائے بیکنار تھے جس کی شیرینی اور روانی اپنی مثال آپ تھی‘ لیکن شہرت اور نام نمود سے آپ کو کوئی سروکار نہ تھا۔ اسی لئے گمنامی اور ذرائع ابلاغ اور مروجہ پروپیگنڈوں سے ہر وقت دور رہنے میں اپنے لئے عافیت سمجھتے تھے۔ اس لئے اس ”بدنامی“ کی رہگذر سے گزرنا آپ نے زندگی بھر گوارا نہ کیا۔ درویشانہ زندگی میں مست رہے۔ قناعت اور صبر واستقامت آپ کا شعار رہا اور قلم کتاب‘ مطالعہ اور درس وتدریس آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ کبھی کبھار جب زیادہ سے زیادہ سیر کیلئے نکلتے تو پڑوس میں دارالعلوم حقانیہ میں مولانا ابراہیم فانی صاحب کے ہاں بیٹھ کر کچھ دیر شعروشاعری اور ادب سے متعلقہ دلچسپ معلومات کا تبادلہ خیال کرتے۔ اور پھر وہی کتاب اور مطالعہ۔

اکوڑہ خٹک کی مردم خیز سرزمین جو خوشحال خان خٹک کا آبائی گاؤں بھی ہے‘ اسکے ہر محلے اور ہر گھر میں الحمدللہ علماء‘ صلحاء شعراء‘ ادیب باشعور‘ باکمال‘ علم وادب اور فنون لطیفہ سے وابستہ افراد اور کوچہ سیاست کے شہسوار بستے ہیں۔ لیکن علم وادب اور دیگر عصری واسلامی فنون میں جو مہارت خدا نے سراج الاسلام سراج صاحب کو ودیعت کی تھی‘ یہ ایسا وصف خصوصی تھا جو سراج صاحب مرحوم کو اپنے ہمعصروں پر فوقیت دیتا تھا۔

آپ مرنج مرنجاں طبیعت والی شخصیت‘ انتہائی وضعدار‘ اصول پرست‘ پابندی اوقات اور سب کو اپنے خوش اخلاقی سے متاثر کرنیوالی باکمال اور ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ عشق رسول ﷺ آپ کی نس نس میں رچا بسا تھا‘ کئی نعتیہ مجموعے بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔ تقریباً پچاس کے لگ بھگ آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تالیفات وتصنیفات کی تعداد بنتی ہے۔ مختلف زبانوں اور شاعروں کے پشتو اور اردو زبانوں میں تراجم بھی بڑے دلچسپ پیرائے میں آپ نے کیئے ہیں۔ اس کے علاوہ علم ابجد سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔ اس فن میں آپ درجہ اجتہاد کو چھوتے تھے۔ ملک بھر سے لوگ آپ سے اس سلسلے میں استفادہ کیا کرتے تھے۔ زائچہ تیار کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ خوش نویسی سے آپ کو بڑی دلچسپی تھی۔ گاؤں اور علاقہ کے ہزاروں بچوں نے آپ سے خوشخطی سیکھی۔ ماہنامہ ”الحق“ اور راقم سے خصوصی تعلق رہا۔ کئی برس ماہنامہ ”الحق“ کی پروف ریڈنگ بغیر کسی معاوضہ کے جاری رکھی۔ ہمیشہ اپنے مشوروں سے نوازتے رہے۔ یقیناً اکوڑہ خٹک اور ماہنامہ ”الحق“ کو آپ کی طویل بیماری اور بعد میں آپ کی جدائی سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ کا جنازہ معروف روحانی عالم دین اور بزرگ شخصیت حضرت مولانا رحیم اللہ باچا صاحب نے پڑھایا۔ ادارہ آپ کے برخورداران سے دلی تعزیت کرتا ہے اور خود بھی تعزیت کا مستحق ہے۔

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے　　اک شمع ہے دلیل سحر سو وہ بھی خموش ہے

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ کی وفات کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا تعزیتی مکتوب

مخدومی حضرت مولانا انوارالرحمٰن صاحب ودیگر پسماندگان و منتظمین و مہتممین دارالعلوم دیوبند حفظھم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے سانحہ وفات کی اطلاع دارالعلوم حقانیہ میں بجلی بن کر گری، ہر طرف غم واندوہ کی فضا چھا گئی، مرحوم اس قحط الرجال میں بقیۃ السلف تھے اور بڑے نازک حالات میں انہوں نے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کو ضعف ونقاہت کی حالت میں سہارا دیا اور دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بحرانوں سے نکالا۔ دارالعلوم حقانیہ میں ایصال ثواب اور رفع درجات اور مادر علمی دیوبند کے لئے اس خلاء کی تلافی اور حفاظت وترقی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت مرحوم قدس سرہ کا دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور اس ناچیز کمترین سے نہایت شفقت ومحبت کا تعلق تھا۔ اپریل 2001 میں پشاور میں دارالعلوم دیوبند کانفرنس کے لئے تشریف لائے، تو 11 اپریل کو دیگر اکابر کے ساتھ آپ نے بھی دارالعلوم حقانیہ میں قدم رنجہ فرمایا، اور پیرانہ سالہ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کے وسیع ہال میں طلباء کو خطاب اور درس حدیث سے مشرف فرمایا۔ اس محفل کی روشن اور پاکیزہ یادیں اب بھی تازہ ہیں (جس کی رپورٹ شائع شدہ الحق سے ارسال ہے) ایک بار مکہ مکرمہ کے ایک عالمی اسلامی کانفرنس میں ان کی رفاقت کا موقع ملا۔ اور وہ بے انتہاء عنایات اور توجہات سے نوازتے رہے، ان کی جدائی سے علم وعمل، رشد وہدایت کی دنیا میں ایک بڑا خلاء پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنے اوصاف وکمالات کے لحاظ سے اپنے اسلاف واکابر کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ آج پاکستان کے تمام علمی ودینی حلقوں، دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علماء اسلام سے وابستہ لاکھوں علماء وفضلاء متعلقین وکارکنان اس صدمہ جانکاہ کے غم میں شریک ہیں۔ اور سب دعائے مغفرت اور تعزیت مسنونہ پیش کررہے ہیں۔ براہ کرم یہ عریضہ دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام ومتعلقین کی خدمت میں بھی پیش فرمائیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد ارشد مدنی زید مجدھم اور نائب مہتمم صاحب اور حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی للہ، تمام اساتذہ کرام اور پسماندگان کی خدمت میں مضمون واحد ہے۔ صاحبزادے راشد الحق (مدیر "الحق") اور عزیز مولانا انوارالحق، نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی تعزیت کرتے ہیں۔

والسلام: (مولانا) سمیع الحق

مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

ماضی کے جھروکوں سے	ادارہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمانؒ دارالعلوم حقانیہ میں آمد اور پاکیزہ تاثرات وجذبات

یہ حقانیہ کی شاخ شجرہ طوبیٰ دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کررہی ہے

۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء دارالعلوم حقانیہ کیلئے انتہائی مسرت اور سعادت کا دن تھا کہ اسکی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا ایک جلیل القدر وفد جس میں دارالعلوم کے شیوخ اساتذہ اور مہتممین حضرات شامل تھے' تشریف لارہے تھے اسطرح یہ خوشی اور بھی دوبالا ہوگئی جب فدائے ملت جانشین شیخ العرب والعجم مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ امیر جمعیت العلماء ہند نے بھی دارالعلوم کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور آپ حضرات نے مفصل خطبات بھی فرمائے۔ دارالعلوم کے مہتممین' مشائخ' اساتذہ اور ہزاروں طلبہ نے سربکف سربلند کے فلک شگاف نعروں سے ان کا جی ٹی روڈ پر جوش خیر مقدم کیا۔ ایوان شریعت (دارالحدیث) کے پرشکوہ اور وسیع وعریض ہال میں معزز مہمانوں کو لایا گیا۔ تمام ہال حاضرین اور عقیدت مندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس موقع پر ان مشائخ نے تقریریں کیں اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث نے حدیث پڑھ کر طلبہ کو خصوصی اجازت سے بھی نوازا۔ تقریب کے آغاز میں دارالعلوم کے مہتمم واستاذ حدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے معزز مہمانوں کا حسب ذیل خیر مقدمی کلمات سے استقبال کیا۔ اس طرح دارالعلوم دیوبند کے موجودہ مہتمم اور عظیم وعلمی وروحانی شخصیت حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن مدظلہ نے اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کی قدرومنزلت اس کی خدمات اور اس کے تاریخی کردار کے بارے میں ایک اہم خطاب بھی طلباء سے فرمایا۔ اس تقریب کی مکمل کاروائی اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا خطاب ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نذر قارئین ہے۔ ....(ماخوذ از الحق اپریل ۲۰۰۱ء)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ حضرات اساتذہ کرام اور طلباء عزیز میرے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ آج مجھے یہاں دارالعلوم حقانیہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جب ہندوستان سے یہاں آنے کا پروگرام بن رہا تھا تو اسی وقت سے ذہن میں یہ بات تھی کہ کانفرنس سے فراغت کے بعد سرفہرست دارالعلوم حقانیہ میں حاضری دینی ہے افسوس کہ کل میں اپنی علالت اور ڈاکٹر صاحبان سے وقت لینے کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا ۔ اپنی اس تمنا اور خواہش کو مجھے پورا کرنا ہی تھا۔

عظیم درسی خدمات:

آج اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے یہاں پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور میں آپ حضرات کے درمیان میں موجود ہوں دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم دیو بند کے جلیل القدر فاضل اور مدرس تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیو بند میں بڑی عظیم درسی خدمات انجام دی۔ تقسیم ہند کے بعد یہاں آنے پر دارالعلوم دیو بند کی شاخ کے طور پر دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی۔

شجرہ طوبیٰ:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو شاخ انہوں نے قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم دیو بند کی ہمسری کر رہی ہے اس طرح ہندوستان میں دارالعلوم دیو بند اور پاکستان وقرب وجوار کے ممالک میں دارالعلوم حقانیہ فیض پہنچا رہا ہے انتہائی مسرت ہے کہ دارالعلوم کے ایک فاضل نے اتنی عظیم خدمت سرانجام دی۔ آج مولانا سمیع الحق صاحب انکے جانشین کی حیثیت سے اس نظام کو چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی کو قبول فرما کر مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور طلباء عزیز کو علوم دینیہ کی دولت سے مالا مال فرما کر انہیں دین کی حفاظت واشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے قبول فرمائے۔ اس وقت سفر بھی میرا اختیاری نہیں ہے اسلئے مجھے افسوس ہے کہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا اگر عوارض نہ ہوتے تو یہاں پر دو تین روز ضرور ٹھہر جاتا (طلباً کے اصرار پر انہوں نے طلباً کو یہ نصیحت فرمائی)

علم کے ساتھ عمل:

علم کے ساتھ عمل صالح نہایت ضروری ہے علم اگر ہو اور عمل نہ ہو تو مسلمان کے لئے اس علم کی کوئی حیثیت نہیں ہے علم ہے ہی اس لئے کہ اس پر عمل ہو اللہ اعمال صالحہ کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت عطا فرمائے۔ اور جس مقصد کے لئے طلبا عزیز اپنا وقت عزیز صرف کر رہے ہیں یہ ان کے عمر کا جوہری حصہ ہے اسے کارآمد بنانے کے لئے شب و روز محنت کرنی چاہیے تاکہ علوم حاصل ہوں اور اپنی معروفیات کو مشغولیات کو اسی حد تک (علم) محدود رکھو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ استعداد عطا فرمائے اور اللہ اپنا فضل وکرم شامل حال رکھے۔ جی نہیں چاہتا ایسا لگتا ہے کہ اپنے دارالعلوم میں آگئے ہیں لیکن مجبوری ہے جانا ہے ورنہ طبیعت کا تقاضا تو یہی تھا کہ میں یہاں رہوں کچھ وقت گزاروں اور سیرابی ہو مگر افسوس کہ جانے کیلئے مجبور ہیں۔ (از ماہنامہ الحق)

سلسلہ خطبات جمعہ — شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

عظمتِ رسول ﷺ اور توہین رسالت کی سزا

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب.۵۷) (ترجمہ) جولوگ ستاتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں (اللہ نے) ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار رکھا ہوا ہے۔

وقال الله عزوجل. اذافَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورة النور.۶۳) (ترجمہ) پس وہ لوگ ڈرتے رہیں، جوخلاف کرتے ہیں (اللہ و رسولؐ) کے حکم کے کہ ان پر کوئی سخت مصیبت، یا دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

آداب مجلس اور اخلاق نبوی ﷺ:

تلاوت کردہ پہلی آیت میں رب کائنات مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ودیگر امور میں آداب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرمارہے ہیں کہ ان کے حکم اور اجازت کے بغیر ان کے حضور جانا اور بلا حکم وضرورت ان کے پاس بیٹھے رہنا ان کیلئے اذیت کا باعث بن سکتا ہے جس سے احتراز کیا جائے ایک عام مسلمان میزبان کے گھر اگر کوئی مہمان، فراغت کے بعد زیادہ دیر واپسی کا ارادہ نہ کرے تو باوجود تکلیف کے وہ میزبان حیاء کی وجہ سے اس کو چلے جانے کا نہیں کہتا اور آنحضرت ﷺ تو مجسمہ حیا تھے، تکلیف کے باوجود بیٹھنے والے کو اٹھنے اور چلے جانے کا نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ اور احترام آدمیت کے واقعات تو آپ حضرات سنتے رہتے ہیں، اسی شرم وحیاء کے باعث رب العالمین نے آنحضرت ﷺ کے پاس حاضری اور رخصتی کے آداب قرآنی الفاظ میں بیان فرمادیئے۔ یہ ایسا جامع اصول ہے کہ حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی تمام مسلمانوں کو اسی پر عمل کر کے دوسروں کو ذہنی اذیت سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ نیز رب العالمین نے آنحضرت ﷺ کے ناموس اور عظمت کی خاطر دوسرے آیت کریمہ سے پہلے آیت میں ان کو عام لوگوں کی طرح مثلاً اے فلاں اے فلاں جیسے عامیانہ نام سے پکارنے سے سختی سے منع فرما ہے بلکہ یا محمد کی جگہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ جیسے عزت وحرمت اور ادب سے معمور ناموں سے پکارنے کا حکم دیا۔ پھر سخت عذاب کی خبر بھی دی کہ ان آداب وتعظیمات کی رعایت نہ کرنے والے کا انجام، مخالفت کرنے والے کی ابدی تباہی کا

ذریعہ بن جائے گا۔

عظمت رسول ﷺ:

تخلیق آدم سے روز قیامت تک اربوں کھربوں انسانوں میں اللہ سے سب سے زیادہ قرب و تعلق انبیاء کرام کا ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول ﷺ کو ہر صفت میں کمال و دوام سے نوازا، اسی طرح انبیاء کے امام ﷺ قرب الٰہی کے بھی اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے، یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے کلام مبارکہ میں خود جگہ جگہ رحمت دوعالم کی مدح و تعریف انتہائی اعلیٰ انداز میں فرمائی، اگر کسی موقع پر رحمۃ للعالمین کے وصف سے نوازا تو دوسرے محل میں ''خلق عظیم'' کے امتیازی مقام سے مالا مال فرمایا۔ اور رفعنا لک ذکرک اور ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ تو ایسی خوشخبریاں ہیں جن سے آنحضرت ﷺ کی شان، ناموس اور عظمت اور حسن و خوبی میں مزید اضافہ ہوکر ''بعد از خدا بزرگ تو یہ قصہ مختصر'' کا حقیقی مصداق بن گئے۔

انسانیت کے محسن اعظم ﷺ:

آنحضرت ﷺ اپنے بارہ میں فرماتے ہیں کہ انا رحمۃ مھداۃ میں اللہ کی طرف سے بطور ہدیہ ایک رحمت انسانوں کے پاس بھیجا گیا ہوں گویا رب کائنات کا جو عظیم ہدیہ اور تحفہ اللہ کی طرف سے پوری انسانیت کو ملا وہ آنحضرت ﷺ کا وجود مسعود ہے۔ اور یہ پوری کائنات زمین و آسمان اور اس میں لامتناہی نعمتیں بھی اسی عظیم ہستی کی مرہون منت ہیں بلکہ ہمارا یہ اپنا وجود اور دنیا میں جو عیش اور مزے کر رہے ہیں یہ بھی اسی ذات بابرکات کی وجہ سے ہیں اگر حضور ﷺ کا اس دنیا میں آنا اللہ کو منظور نہ ہوتا تو یہ کارخانہ عالم ہی وجود میں نہ آتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں فرمایا اگر آپ یعنی حضور ﷺ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آپ کو بھی پیدا نہ کرتا، ہمیں دنیا کی تمام آسائشیں حضور ﷺ کے سبب مل رہی ہیں اور آخرت کی ابدی و سرمدی نعمتیں جو خوش نصیبوں کو ملیں گی ایمان و اسلام کا شرف مسلمانوں کو محمد الرسول ﷺ کے ذریعہ حاصل ہوا۔ آپ اللہ کے بعد تمام انسانیت کے محسن اعظم اور امام الانبیا ﷺ ہیں۔

محبت کے اسباب:

وفادار شخص کی خصوصیت یہ ہے کہ جس کے احسانات میں غرق اور ڈوبا ہوا ہو، اس کے دل میں اسی کی عظمت ،محبت اور تابعداری کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہو، اپنے والدین اور بزرگوں کی عظمت اور محبت اسی وجہ سے ہے کہ پیدائش سے بلوغ بلکہ موت تک ہر لحہ ان کے احسانات آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں، وہ شخص جو والدین کے لاتعداد احسانات کے جواب میں ناشکری کا اظہار کرتے ہوئے ان کی توہین و تنقیص کرے یا کسی دوسرے شخص کی اس کے والدین کی توہین و بے حرمتی کرنے پر ناراض ہونے کی بجائے اس کو داد و تحسین دے اور مداہنت کرتے ہوئے اس کے اس ناجائز

حرکت کا دفاع کرے، تو نہ صرف شریعت بلکہ عرف عام میں بھی ایسے شخص کو بے دین بے حیا اور بے غیرت جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، احسان کا تقاضا تو یہ ہے کہ محسن سے تو محبت لازمی ہے بلکہ محسن کے محبوب سے بھی محبت کرنا، اپنے محسن کے احسانات اور عقل سلیم کا تقاضا ہے، صرف زبانی یہ کہنا کہ حضور سے ہمیں محبت ہے ایمان کی تکمیل کے لئے کافی نہیں بلکہ محبوب کی محبت رگ وریشہ میں داخل ہوکر اپنے آپ کو محبوب کے عشق وتصور میں فنا کرنا ہی حقیقی محبت ہے، یہ کیسی محبت ہے کہ محبوب کے ناموس، عزت وعظمت پر حملہ ہو، اور محبت کا دعویٰ کرنے والا خوابِ خرگوش میں منہمک رہ کر اس کی غیرت ایمانی ٹس سے مس نہ ہو، اپنے محبوب نبی ﷺ کی عظمت اور محبت کے لئے قربانیاں دینے والے صحابہ کرامؓ اور اکابرین امت کی عظمت کے حقیقی مظاہر کا اگر ہم بھی مطالعہ کرتے تو ممکن ہے کبھی تو ہم اس خواب غفلت سے بیدار ہوکر راہ راست پر آ جاتے۔

امام اعظم اور عظمت پیغمبر ﷺ:

محترم حضرات امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی عظمت کا یہ حال ہے کہ حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں صرف تین دن گزار کر واپسی کرنے لگے، اہل مدینہ نے منت ساجت کر کے مزید چند دن رہنے کی درخواست کی، مجبور ہوکر دو دن مزید رہنے کا ارادہ فرمایا، اہل مدینہ نے جمع ہوکر مزید رکنے پر اصرار کیا، یہ سلسلہ روانگی اور پھر رکنے میں دس دن مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ جب رخت سفر باندھ کر مدینہ کے رہنے والوں نے روکنے کی گیارہویں دن کوشش کی تو امام صاحب نے فرمایا: گیارہ دن سے میں نے استنجاء یعنی پیشاب و پاخانہ نہیں کیا، پہلے دن جو وضو کیا ہے آج تک اسی سے عبادت جاری ہے، جس مقدس زمین پر سرکار دو عالم کے قدم پڑے ہیں اسے میں اپنے بول و براز سے کیسے گندہ کروں۔ اب مزید رکنے کی ہمت نہیں۔ تب مدینہ کے خوش قسمت مسلمانوں نے واپسی کی اجازت دی۔

معزز ساتھیو! یہ تھی دل میں آنحضرت ﷺ کی حقیقی عظمت اور محبت کہ جس زمین خاکی پر محبوب قدم رنجہ ہوئے اس کی بھی توہین نہ ہو، دوسرے طرف ہم ہیں اور ہمارے محبت کے نام ونہاد دعوے، عمل دعووں کے بالکل برعکس ہے۔

جہاں اللہ کا نام وہاں رسول اللہ ﷺ کا نام:

محترم حضرات! آنحضرت ﷺ کی منقبت وعظمت کی دلیل یہ کہ رب العالمین نے خود ان کے بارہ میں ارشاد فرمایا "ورفعنالک ذکرک" اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔ یعنی تمام انبیاء اور رسولوں میں آپ کا نام ومرتبہ بلند ہوگا، دنیا کے تمام عقلمند، سمجھدار اور عقل سلیم کے مالک آپ کا نام انتہائی عزت واحترام اور وقعت سے ذکر کرتے ہیں، دنیا میں جیسے ہر موقع پر اللہ کا نام بلند ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی آپ کا نام مبارک بھی بلند انداز میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اذان میں اگر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ کی بڑائی کا ذکر ہے تو اس کے فوراً بعد اشھد ان لا الہ الا اللہ

اشھد ان محمد الرسول الله میں محمد کی رسالت کی گواہی دی جارہی ہے، یہی صورتحال کلمہ شھادۃ کا بھی ہے کہ الوہیت باری کے اقرار کے ساتھ رحمۃ للعالمین کی رسالت کا اقرار بھی ایمان کی تکمیل کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے، اپنے نام کے ساتھ اللہ جل جلالہ نے نام محمد کا اتصال صرف محمد ﷺ کی عظمت اور خصوصیت کی وجہ سے فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک کے بعد ماسوائے آنخضرت ﷺ کسی اور نبی یا رسول کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ قرآن پاک میں خالق کائنات نے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا، اس کے فوراً بعد آنخضرت ﷺ کی تابعداری کو لازمی کر دیا۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ "من یطع الرسول فقد اطاع الله" یعنی جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی یہ ایسا ہے جس نے بعینہ اللہ کی اطاعت کی، اسی طرح نبی الانبیاء کی نافرمانی کو اللہ کی نافرمانی قرار دیا گیا۔ صرف اسی پر رب العالمین نے اکتفاء نہ فرمایا بلکہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کے صریح قرآنی اعلان کے ذریعہ رب العالمین نے برملا اعلان فرما کر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ قرآن کے علاوہ محمد عربی ﷺ کے تمام ارشادات کا منبع حضور ﷺ کے اپنی خواہش کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ ان کا بولنا صرف اور صرف وہی ہوتا ہے جو ان پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ جملہ احادیث صحیحہ پر عمل کرنا ایسا ہی کمال ایمان کے لئے ضروری ہے جیسے کہ تمام قرآنی آیات اور احکامات پر عملداری ایمان کا لازمی جزو ہے، قرآن و حدیث کی مثال یک جان دو قالب کی طرح ہے۔

مقام محمود:

محترم ساتھیو! ہادئ برحق محسن انسانیت ختم الرسل ﷺ کی اللہ کے نزدیک عزت وعظمت اور ناموس کے قرآنی دلائل اگر بیان کرنا شروع کردوں تو کئی دنوں میں ان دلائل کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، جس عظیم ہستی کے مالک کائنات خود مداح ہیں کہ فرمایا کہ وما ارسلناک الله رحمة اللعالمین یعنی آپ کی ذات مقدس نہ صرف اس دنیا کے لئے رحمت ہے بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے، جس طرح اللہ کی ربوبیت عام ہے، صرف انسانوں کا پالنے والا نہیں بلکہ ہر ذی روح کی پرورش کرنے والا ہے، اسی طرح رحمت العالمین کی رحمت بھی عام ہے جس کی وجہ سے مالک کائنات نے فرمایا" وبالمومنین رؤف الرحیم" کی صفات جلیلہ سے مالا مال فرمایا۔ کیا عجیب شان و مقام ہے ہمارے پیارے نبی کی کہ رب العالمین نے حیات ہی میں "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کا وعدہ فرمایا۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود (یعنی شفاعت وسفارش کی انتہاء آپ ﷺ پر ہوئی) تمام قرآن کو آپ بحمد للہ پڑھتے رہتے ہیں، مختلف مقامات میں مالک الملک نے انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارا جیسے یا نوحؑ یا موسیٰؑ یا ابراہیم علیہ السلام یا شعیبؑ مگر سید المرسلین ﷺ کو کہیں بھی "یا محمدؐ" کے نام سے نام سے نہیں پکارا بلکہ کہیں یاایھا الرسول ہے تو کہیں یا المدثر، یاایھا المزمل اور یاایھا النبی، معلوم ہوتا ہے کہ آنخضرت کے عزت، عظمت کمالات کا صحیح اندازہ اور پہچان خداوند جل جلالہ کو ہے۔

محترم حضرات ! جب اللہ کے ہاں آنحضرت ﷺ کے اتنے عظیم کمالات، خصوصیات ہیں اور ان کا وجود اللہ کی طرف سے عظیم، تحفہ اور انعام ہے، تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ رب العالمین اپنے محبوب کی عزت وعظمت کی لاج نہ رکھنے والے سے نرم رویہ اختیار فرمائیں۔

اہانت رسول ﷺ کی سزا:

جیسے کہ آج کل رسوائے زمانہ ایک بدکار عورت آسیہ نے حضور ﷺ کی اہانت کی پاداش میں قتل کرنے کے عدالتی فیصلہ کے خلاف لادین عناصر نے شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ کسی جگہ بھی قرآن میں پیغمبر انقلاب کی اہانت پر سزا کا ذکر نہیں۔ایک منٹ کیلئے اگر فرض کریں کہ اہانت وتوہین رسول کرنے والے کے بارہ میں قرآن میں کوئی ذکر نہیں، تو کیا ان لوگوں نے بے شمار اقوال النبی اور انہی کے دور میں توہین رسول کرنے والوں کو قتل کئے جانے کے واقعات کو نہ سنا ہے اور یا احادیث نبی کو یہ گمراہ لوگ سرے سے مانتے ہی نہیں، حالانکہ بے شمار دین کے ایسے بنیادی اور اہم مسائل ہیں کہ فرض کا درجہ رکھتے ہیں، قرآن میں صرف ان کے بارہ میں اجمالی ذکر ہے، تفصیلات حضور ﷺ کے اقوال کے ذریعہ امت کو حاصل ہوئے، کسی ذی عقل اور رتی برابر ایمان رکھنے والے مسلمان نے حضور ﷺ کے بتائے ہوئے جزئیات و تفصیلات سے انکار نہیں کیا۔

فتنہ انکار حدیث کی پیشن گوئی: حضور ﷺ نے فتنہ انکار حدیث کی پیشنگوئی اپنی حیات میں کر دی تھی، جلیل القدر صحابی حضرت عمران بن الحصین سے ایک منکر حدیث نے پوچھا کہ آپ نے قرآن کو چھوڑ ہر وقت احادیث کا حوالہ دیتے رہتے ہیں، آئندہ جو مسئلہ بیان کرنا ہو قرآن کا حوالہ دیا کریں، حضرت عمران نے کہا بتاؤ قرآن میں تو نماز کے بارہ میں **اقم الصلوة اقيموا الصلوة** یا **فسبحان الله حين تمسون وحين يسجون وله، الحمد في السموات والارض وعشيًا وحين تظهرون** مذکور ہے۔

رکعات کی تعداد، نماز کی کیفیت وغیرہ کے بارہ میں کچھ نہیں، یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ فجر کے دو ظہر وعصر کے چار، مغرب کے تین اور عشاء کے چار رکعات فرض ہیں۔حج کے بارہ میں اجمالی فرمان الٰہی ہے **واتموا الحج والعمرة لله**، طواف کے بارہ میں ذکر ہے **واليطوفوا بالبيت العتيق** زکوٰۃ کے بارہ میں قرآن میں نماز کی طرح اربار **وآتوا الزكوٰة** کی تاکید ہے مگر جزئیات کی تفصیل احادیث رسول سے معلوم ہوئے کیا کیا ارکان کرنے ہیں، داف میں خانہ کعبہ کے ارد گرد طواف کا حکم ہے، مگر یہ طواف کتنے چکروں پر مشتمل ہے کہاں سے اس کی ابتداء اور کہاں تہاء ہوگی، مالدار لوگوں پر زکوٰۃ واجب ولازم ہے، مگر اس کے جزئیات کا بیان قرآن میں نہیں، یہ تمام تشریحات ہمیں نخضرت ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہو کر ان اعمال پر ہمارے لئے عمل کرنا ممکن ہوگیا ہے، ان کے بغیر نماز وزکوٰۃ رحج ودیگر اہم اعمال کے جزئیات پر عمل کرنا ہمارے لئے ناممکن، مشتبہ ومشکوک ہو جائیں گے، جس طرح ان چند ذکر

کردہ فرائض واعمال میں امت کے نزدیک سنت محمدی حجت اور دلیل ہیں اسی طرح جو کافر یا مسلمان حضور ﷺ کی شان میں توہین اور تحقیر کا مرتکب ہوا سے قتل کرنے کے بارہ میں حضور ﷺ ہی کی زندگی میں کئی واقعات اور ایسے فرد کی سزا کا حکم موجود ہے، جن میں چند کچھ دیر بعد ذکر کروں گا۔ رہا سوال کہ ناموس رسالت پر کسی بدطینت شخص مرد ہو یا عورت کے حملے کا حکم قرآن میں نہیں، یہ دعویٰ کرنا جھوٹا اور ایسا فرد نہ صرف رسول کا دشمن بلکہ جہنمی اور اللہ کا بھی دشمن ہے، قرآن کے کئی آیات سے توہین رسالت کا اظہار ہورہا ہے۔

عاشق رسول حکمران: محترم حضرات نورالدین زنگی ایک انتہائی دیندار، پارسا اور عاشق رسول، بادشاہ تھے، دوتین رات مسلسل خواب میں آنخضرت ﷺ کو دیکھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم امورِ سلطنت سے فارغ نہیں ہوتے جبکہ دو کتے میرا تعاقب کررہے ہیں' خواب میں مرشد اعظم ﷺ نے ان دو کتوں کی صورت بھی بتلا دی، نورالدین زنگی بادشاہ تھا، ہر قسم کے وسائل موجود تھے، وقت کی کمی کے پیش نظر مختصراً عرض ہے کہ تفتیش کے ہر قسم کے وسائل اختیار کرنے کے باوجود حضور ﷺ کے خواب میں بتلائے ہوئے دو کتوں کا پتہ نہ چل سکا۔ آخر میں معلوم ہوا کہ مدینہ میں دو بظاہر فقیری اور درویش کی صورت میں دو بزرگ ایسے موجود ہیں جو نہ اپنے خانقاہ سے نکلتے ہیں اور نہ بادشاہ ، رئیس وغریب شخص سے ان کا ملنا جلنا ہوتا ہے، نورالدین زنگی نے ان کی خانقاہ میں داخل ہوتے ہی ان کی شکل وصورت کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہی چہرے ہیں جن کا آنخضرت ﷺ نے خواب میں ذکر فرمایا تھا۔ خانقاہ کے تمام حصوں کی تلاشی کا حکم دیا۔ بظاہر کوئی خطرناک اور مشکوک چیز نہ تھی، البتہ ایک کمرہ جس پر تالا لگا ہوا تھا جسے کھولنے کا حکم دیا، ان ملعونوں نے کمرے کے اندر ایک سرنگ حضور ﷺ کے روضہ اطہر تک کھودنا شروع کی تھی، ان کا مذموم پروگرام جسدِ اطہر کو روضہ مبارکہ سے نکال کر باہر لے جانا تھا، حضرت زنگی سرنگ میں داخل ہوئے۔ سرنگ کی کھدائی جسدِ مبارک تک پہونچ چکی تھی، قدم مبارک ظاہر ہو چکا تھا۔ اس برگزیدہ بندے نورالدینؒ نے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ قبر مبارک بند کرکے دونوں بدبختوں کو گرفتار کرلیا۔ علماء اور بزرگوں کو ان کمینوں کی قرآن وحدیث کی روشنی میں سزا دینے کے لئے جمع کیا، مجمع ہی سے ایک نوجوان نے اٹھ کر کہا کہ اتنے واضح مسئلہ میں تردد کیوں؟ قرآن میں صاف اور صریح حکم موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [سورۃ توبہ.13]

ترجمہ: خبردار تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے، جنہوں نے اپنے قسموں کو توڑ دیا، اور پیغمبر کو نکالنے کا ارادہ کرلیا، اور انہوں نے پہلے تم سے عہد شکنی کا مظاہرہ کیا ہے' کیا تم ان سے ڈرتے ہو، اللہ زیادہ مستحق ہے کہ تم ان سے ڈرتے رہو، اگر تم ایماندار ہو ان سے لڑو تا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور ان کو ذلیل کردے اور تمہیں ان پر غالب کرے، مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کردے۔

محترم حاضرین! اس آیت قرآنی سے واضح ہوا کہ ناموس رسول کی سزا قتل ہے، تاکہ اس بے حرمتی پر مسلمانوں کی بھی جو دل آزاری ہوئی، ازالہ ہو سکے اور ایسے ناپاک جرم کے مرتکبین بھی اپنے انجام کو پہونچ جائیں اسی طرح اور کئی آیات میں ایسے ناپاک جسارت جس میں حرمت رسول پر آنچ آئے قتل کی سزا کا حکم صریح موجود ہے، جس کا ذکر وقت کی کمی کے باعث ترک کر رہا ہوں۔

شاتم رسول واجب القتل: خطبہ کے ابتداء پر ذکر کردہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الخ بالکل واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایذاء دینے والا واجب القتل ہے، مفسرین کے نزدیک اس آیت کے ذیل میں مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے حضور کو تکلیف دینا اپنے اسم گرامی کے ساتھ ذکر کر کے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف اور بے حرمتی کرنا اللہ کی بے حرمتی ہے جیسے پہلے عرض کر چکا ہوں، پیغمبر کی اطاعت کرنا اللہ کی اطاعت ہے تو جس نے نبی کو اذیت پہونچائی اللہ رب کریم کو اذیت دینے والا ہوا اور جس نے اللہ جل جلالہ کی توہین کی وہ اسلام سے خارج اور اس کو قتل کرنا ضروری ہے، اب ذرا یہ بھی ذہن نشین کریں کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ کے دور میں ناموس رسول ﷺ پر ہاتھ ڈالنے اور یاوہ گوئی کرنے والے کو کیا سزا ملی۔

پیغمبر اسلام کو اذیت پہنچانے والوں کی سزا:

عن عمرو بن دینار ان النبی ﷺ قال من لکعب بن اشرف انہ قد اذا اللہ ورسولہ قال محمد بن مسلمۃ اتحب ان اقتلہ یا رسول اللہ قال نعم (بخاری، ج ۱)

ترجمہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کون کعب بن اشرف کے (سزا دینے کے لئے) ذمہ داری لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ و رسول کو اذیت دی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں۔ فرمایا ہاں۔

یہ بدبخت یہودی تھا آنخضرت ﷺ کو گالیاں دینے کے ساتھ ان کی برائی بھی کرتا تھا۔ چنانچہ آنخضرت ﷺ کے حکم پر عمرو بن دینارؓ نے اسے قتل کر کے جہنم بھیج دیا۔

عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ دخل یوم الفتح وعلی رأسہ المغفر فلما نزعہ جاء رجل فقال ان ابن خطل متعلق باستاء الکعبہ فقال اقتلوہ (بخاری، ج ۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے روز خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور ان کے سر پر خود پڑا ہوا تھا جب خود اتارا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل خانہ کعبہ کے پردوں کی آڑ میں چھپا ہوا ہے۔ رحمۃ دو عالم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ (یہ بھی آنخضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا رہتا)

عن انس بن مالک ان رجلاً اعمی کانت لہ ام ولد تشتم النبی ﷺ فقتلھا فسالہ عنھا

فقال یا رسول الله انها کانت تشتمک فقال رسول الله ﷺ الا ان دم فلانة هدر ..(ابو داؤد)

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک اندھے آدمی کی باندی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، اس نے اسے قتل کر دیا، حضور ﷺ نے اس سے وجہ پوچھی اس نے عرض کیا کہ باندی آپکی بے حرمتی کیا کرتی، فرمایا اسی کا خون رائیگاں ہے۔

عن علی کرم الله وجهه ان یهودیة کانت تشتم النبی ﷺ وتقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل رسول الله ﷺ دمها (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی، ایک آدمی نے اسے پھانسی دے کر ہلاک کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے خون کے ضائع ہونے کا حکم دے کر اس کے قتل کو جائز قرار دیا۔

توہین رسالت اور ابوبکر صدیقؓ کا عمل:

نبوت کے جھوٹے دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت جو سب سے بڑے توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کے خلاف بڑی لشکر کشی کر کے حضرت وحشی نے مسیلمہ کو جہنم رسید کر دیا، سیدنا عمرؓ کے پاس ایک ایسے ملعون کو لایا گیا جس نے سرکار دو عالم کو گالیاں دی تھی، انہوں نے اس بدبخت کو ہلاک کر دیا۔

محترم حضرات! بیسیوں واقعات سے صحابہ کرام کا توہین رسالت کرنے والوں کو سزا دینے کا تقریباً تواتر کی حد تک ثبوت ہو چکا ہے۔ اگر کوئی عقل کا اندھا جس کا دل و دماغ عالم کفر ان کے نام ونہاد دانشوروں اور این جی اوز کے ریشہ دوانیوں سے بھرا پڑا ہو، ان کا علاج تو اللہ ہی کے پاس ایسے ملعونوں کی تباہی و بربادی کی شکل میں موجود ہے، ہم نے اگر دین کے اس قطعی، قرآنی و احادیثی روایات، صحابہ کے معمولات ہوتے ہوئے بھی غیرت ایمانی کا ثبوت نہ دیا آنحضرت ﷺ کے ذات اقدس کے حرمت پر اپنی جان نچھاور نہ کی تو یہ سلسلہ پھر رکے گا نہیں، اسلام دشمنوں کا اگلا وار ختم نبوت ﷺ جیسے اہم ایمانی مسئلہ اور متفقہ آئین میں اسلامی اقدار پر مبنی دفعات پر منتج ہوگا۔

محترم ساتھیو! اس ملعونہ عورت کے خلاف میدان میں نکل کر حب رسول ﷺ کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ ورنہ ایسے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے، خدا نہ کرے کہیں غفلت کے نتیجے میں ہم سب اس میں خس و خاشاک کی طرح بہہ نہ جائیں۔ مظاہروں میں شامل ہو جائیں، ہڑتال کر کے اپنے اسلامی حمیت اور غیرت کا کچھ تو اظہار کریں، اللہ کے وعدے کے مطابق ناموس رسول کو کوئی ذرہ برابر نقصان نہیں پہونچا سکتا، حضور کے اقتداء کا دعویٰ کرنے والوں کا امتحان ہے۔

رب العزت اس آزمائش میں مجھے اور آپ سب کو ایمان پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی
سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

افغان امن جرگہ کی آمد اور خونریزی کے حل کی تلاش

افغانستان گزشتہ پچیس سال سے آگ میں جل رہا ہے' پہاڑوں سے صحراؤں تک اور شاہراؤں سے غاروں تک اس برادر اسلامی ملک کا چپہ چپہ خون سے رنگین ہو چکا ہے' پہلے سوویت یونین کے خلاف جہاد میں افغان قوم نے قربانیوں کی ایک عظیم داستان رقم کی' پھر جہادی جماعتوں کے درمیان خونریز تصادم جاری رہا۔ طالبان اس تصادم کے ردعمل میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ایک آسمانی نعمت کے طور پر رونما ہوئے' اور پانچ برس تک ایک مثالی امن قائم ہوا لیکن پھر ابلیسی قوتوں نے افغانستان کا امن تباہ کرنے کیلئے شیطانی اتحاد قائم کیا اور بارود کی طاقت سے امن کو آگ لگا دی۔ اب تک یہ ملک اسی آگ میں جل رہا ہے' امریکہ کی قیادت میں چالیس سے زائد ممالک کے افواج (نیٹو فورسز) گزشتہ دس برس سے آگ برسا رہی ہیں' بہت کچھ جل کر راکھ ہو گیا ہے' لیکن ایک حقیقت ہے جو پورے قد کے ساتھ کھڑی ہے' ایک جذبہ ہے جسے سرد نہیں کیا جاسکا۔ ایک قوت ہے جسے شکست نہیں دی جا سکی اور ایک طاقت ہے جسے یہ آگ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے' اور وہ ہے اللہ کے ان بندوں ''طالبان'' کی ایمانی غیرت اور دینی حمیت جو ناقابل شکست ہے اور ناقابل تسخیر ہے۔ اور اب جب کہ امریکہ اپنے تمام تر اتحادیوں کی قوت اور شیطانی منصوبوں میں بدترین شکست سے دوچار ہے' امن کی تلاش میں دریوزہ گروں کی طرح کئی دروازوں پر دستک دے رہا ہے اور مختلف اداروں کو متحرک کر رکھا ہے' افغانستان کی کٹھ پتلی کرزئی حکومت ''طالبان'' کو مذاکرات کا چکمہ دینے میں ناکام ہوئی تو اب امن کا متلاشی کا ایک وفد امریکہ کے لئے افغانستان سے نکلنے کا پرامن راستہ تلاش کرنے کے سفر پر نکلا' یہ وفد افغانستان کے حکومتی عمائدین پر مشتمل تھا' سابق افغان صدر استاد برہان الدین ربانی کے علاوہ جس میں بعض اہم سابق کمانڈر' سابق افغان' نائب صدر اور گورنر حاجی دین محمد' جہادی رہنماؤں مولوی ارسلا رحمانی' مولوی قیام الدین' کشاف' قاضی محمد امین وقاد' اسد اللہ وفا' غلام فاروق وردگ' فضل کریم ایماق' مولوی جورہ مولوی محی الدین بلوچ' معصوم ستانکزئی اور پاکستان میں افغان سفیر الحاج مجنون گلاب صاحبان شامل ہیں۔ اور اس کی قیادت معروف جہادی کمانڈر اور افغانستان کے سابق صدر جناب برہان الدین ربانی کر رہے ہیں' یہ وفد اپنے مشن پر گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر آیا تو جہاں اس نے اپنے مخصوص نظریے اور متعین دائرے میں پاکستان کی حکومتی و عسکری مقتدر

شخصیتوں کے علاوہ بعض سیاسی عمائدین سے ملاقات کی وہاں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد سے لے کر امریکہ کے خلاف طالبان کی مزاحمتی قوت طالبان تک ایک شخصیت' ایک ادارہ اور ایک جماعت ہے جو مسلسل اسلامی قوت کی سرپرستی کررہی ہے' اور اخلاقی تعاون میں مسلسل معروف ہے' اور وہ شخصیت ہے' شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کی۔ ادارہ ہے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور جماعت ہے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات میں وفد کے تمام ارکان نے اس حقیقت کا برملا اظہار کیا کہ پورا افغانستان اور پوری دنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ افغانستان میں امن کی کنجی صرف اور صرف طالبان کے ہاتھ میں ہے' اور طالبان اگر کسی کا احترام کرتے ہیں' اور کسی کو اپنا نظریاتی ہمدرد وسرپرست سمجھتے ہیں تو وہ حضرت مولانا سمیع الحق کی شخصیت ہے۔ اس وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی جو کئی گھنٹے تک جاری رہی اور جہاں وفد کے ارکان نے قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو طالبان کا نظریاتی' علمی اور اخلاقی سرپرست ومربی تسلیم کرتے ہوئے افغانستان میں قیام امن کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی درخواست کی' وہاں یہ بھی کہا کہ امن وفد کے پاکستان کا دورہ کرنے کا اہم مقصد آپ سے ملاقات کرنا تھا' اور امن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ افغان قوم پر رحم کرتے ہوئے اس خونریزی کو جب آپ ہی روک سکتے ہیں تو اگر آپ کردار ادا نہیں کریں گے تو یہ خون بہتا رہے گا اور اسکا نقصان صرف امت کو ہوگا۔

قائد جمعیت نے امن وفد پر واضح کیا کہ افغانستان اور پاکستان کا امن ایک دوسرے سے وابستہ ہے اور یہ ہماری بلکہ پوری امت کی خواہش ہے اور ہم نے اس سلسلے میں ہمیشہ اپنا کردار ادا کیا ہے' سوویت یونین کی شکست کے بعد افغانستان میں جہادی کمانڈر آپس میں متصادم ہوئے تو میں نے جلال الدین حقانی' احمد شاہ مسعود' گلبدین حکمت یار اور دوسرے جہادی کمانڈروں سے فرداً فرداً ملاقاتیں کیں اور اس خونریزی کو روکنے کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں۔ اب بھی میں یہ کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہوں' نقصان امت کا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی اس امت کو کھوکھلا کرنے کی سازش کو بروئے کار لاتے ہوئے اس خطے میں داخل ہوئے تھے' اور اب اگر وہ اپنے لئے افغانستان سے نکلنے کے محفوظ راستہ تلاش کررہے ہیں تو یہ ہمارا دردسر نہیں ہے' البتہ افغان قوم اور اسلام کی سرزمین کو امن سے ہمکنار کرنا' بہرحال ہماری ضرورت بھی ہے' اور خواہش بھی' مولانا نے اس سلسلے میں واضح کیا افغانستان میں امن صرف اس صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ ہم سب سے پہلے

☆ ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے کہ طالبان کی اصل قوت ان کے ہاتھ میں ہے اور ان کی ولولہ انگیز ایمانی قیادت نے طالبان کو مزاحمت کے میدان میں کھڑا کر رکھا ہے۔ اور امن مذاکرات میں وہ ہی کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔

☆ نیٹو افواج ہتھیار ڈال دیں۔ جنگ بند کرنے کا اعلان کریں اور اپنے لئے محفوظ راستے کی باقاعدہ

درخواست کریں۔

☆ سلامتی کونسل اس بات کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہو کہ طالبان افغانستان، پاکستان اور اس پورے خطے کے امن کے لئے امن کے تمام فریقوں کی حفاظت کی جائے گی۔ بالخصوص طالبان کے نامزد کردہ مذاکراتی ٹیم کو دشمن سے پکڑ دھکڑ سے مکمل تحفظ کی ضمانت دی جائے۔

طالبان کے پالیسی ساز افراد کو جو گوانتانامو، بگرام وغیرہ میں پابند سلاسل ہیں انہیں رہا کر کے مذاکراتی عمل کے دوران ملک و بیرون ملک نقل و حرکت کی مکمل آزادی ہوگی۔ اس طرح کی شرائط پر حضرت مولانا سمیع الحق نے واضح کیا کہ میں اپنا کردار ادا کروں گا، اور مجھے اعتراف ہے کہ میں ہمیشہ افغان جہاد اور طالبان کا حامی رہا ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ طالبان امن کے قیام میں میری درخواست قبول کریں گے۔

مولانا سمیع الحق سے افغان امن کونسل کے وفد کی ملاقات ہمدردی کے ماحول میں گفتگو اور قائد جمعیۃ کی طرف سے وفد کی درخواست پر اپنا کردار ادا کرنے کے وعدے سے روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی ہے۔ اگر امن کونسل اپنی کوششیں مخلصانہ طور پر جاری رکھے، اور حضرت مولانا سمیع الحق، طالبان کی طرف سے اپنا کردار ادا فرمائیں تو امید کی جاسکتی ہے کہ نہ صرف افغانستان میں بلکہ پورے خطہ میں امن قائم ہوگا اور یہ خطہ غیر ملکی تسلط اور مداخلت سے نجات حاصل کر کے آزادی اور خودمختاری کی نعمت سے سرفراز ہوگا۔

اس ملاقات کے بعد امید اور روشنی کی یہ کرن مزید واضح ہو جاتی ہے، اس ملاقات کے بعد جب حضرت مولانا سمیع الحق سے اقوام متحدہ امن مشن کے سیاسی امور برائے افغانستان کے انچارج نے علیحدگی میں ملاقات کی اور قیام امن میں تعاون کی درخواست کیساتھ تمام امور پر تبادلہ خیال کیا، اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون کی خواہش کا اظہار کیا۔ بانکی مون پہلے سے افغانستان میں مولانا سمیع الحق کی موثر شخصیت کے معترف ہیں کہ جب جنوبی کوریا کی خاتون صحافیوں کی ایک ٹیم کو طالبان نے یرغمال بنالیا تھا اور ان کو قتل کر دینے کیلئے ایک ڈیڈ لائن دے رکھی تھی۔ بانکی مون نے جو اس وقت کوریا کے وزیر خارجہ تھے، نے مولانا سمیع الحق سے کورین سفیر نے درخواست کی اور مولانا کے کردار پر طالبان نے اس ٹیم کو رہا کر دیا تھا۔ اقوام متحدہ کے امن انچارج نے اس واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مولانا ہی افغانستان میں قیام امن کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں اور مزاحمتی قوت کو مذاکرات کی میز پر لا سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے بانکی مون کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے پیغام دیتے ہوئے اقوام متحدہ کے نمائندے کو یقین دلایا کہ اگر سلامتی کونسل امریکہ کی بے جا حمایت سے دستبردار ہو جائے۔ نیٹو افواج کو خطے سے نکل جانے کا پابند کرے۔ طالبان کی قیادت کی حیثیت کو تسلیم کرے۔ اور طالبان کے حلقے میں اپنا اعتماد بحال کر کے جو بہت بری طرح پامال ہو چکا ہے تو امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور میں امن کونسل اور اقوام متحدہ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔

نالہ ریز: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نظم میں اور نثر میں یکساں تھے استاذِ سخن

(بیادِ نابغۂ عصر جناب **سراج الاسلام سراج** صاحب اکوڑہ خٹک)

فرد تھا لیکن تھا اپنی ذات میں اک انجمن
جن پہ نازاں تھی ہمیشہ کائناتِ علم و فن

گوہر نایاب تھے فاضل یگانہ بالیقین
نابغائے وقت تھے واللہ یکتائے زمن

مئے پرست بادہ عرفاں فقیر بے گلیم
عاشقِ زار نبیؐ تھے چوں اُویس اندر قرن

خوب صورت، خوب سیرت، خوش مقال وخوش لباس
اللہ اللہ یہ شہامت ہے انعامِ ذوالمنن

مشغلہ ان کا رہا تدریس و تصنیف کتاب
علم کی ترویج پر تھے بس فدا از جان و تن

صوفی صافی تھا مخلص صاحب قلب رقیق
تھا شفیق و مہرباں ہر ایک پر وہ گلبدن

تھا حسیں اک امتزاجِ دینی و عصری علوم
ہرزباں پر تھا انہیں حاصل عبور اے جانِ من

مجتہد تھے علم اعداد و ریاضی ہندسہ میں
نظم میں اور نثر میں یکساں تھے استاذِ سخن

ابجد و ہیئت لغات و ترجمہ میں بے مثال
ان کی شخصیت تھی بے شک باعث فخرِ وطن

شعر میں ان کی نزاکت اور لطافت واہ واہ
جس پہ رقصاں ہیں چمن میں یاسمین ونسترن

حافظ و سعدی و جامی کا رہا وہ خوشہ چیں
رومی و اقبال و غالب ان کے پیرانِ سخن

ہے مہارت ان کی ظاہر یہ کہ پشتو شعر میں
ترجمہ دیوانِ غالب کا کیا ہے من وعن

موت کی ان کی خبر تھی کیا مہیب و پُرملال
صاعقہ بن کر گری ہم پر خدایا دفعتاً

ان کی رحلت پر فضا چاروں طرف ہے سوگوار
آسماں گریہ کناں ہے اور زمیں بھی نالہ زن

شمع بزم وانجمن تھا خندہ رو دائم رہا
چہرہ انور انہی کا چھپ گیا زیرِ کفن

بخش دے ان کو خدایا بس طفیل مصطفیؐ
زندگی میں اس نے جھیلی ہیں مصائب اورمحن

ایک عالم ان کی ہے توصیف میں رطب اللساں
وہ رہا فانی مثال دُرّ یکتائے عدن

جناب سکندر خان' اٹک

اکوڑہ خٹک کی ایک صاحب کمال علمی شخصیت

حضرت علامہ سراج الاسلام سراجؒ

سکول اور ملازمت کے ریکارڈ کے مطابق آپ کی پیدائش 6 مئی 1929ء کو خیبر پختونخوا کے مشہور قصبہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت مولانا امیر زادہ صاحبؒ تھا جو فقیر منش طبیعت کے مالک تھے۔

جناب سراج صاحب نے اپنے گاؤں میں آٹھویں جماعت کے بعد درس تدریس کا پیشہ اختیار کیا اور اس سلسلہ میں پیشہ ورانہ کورس جے وی اور اس کے بعد ایس وی کورس کیا' دوران ملازمت انہوں نے ایف' اے' بی اے اور ایم اے کے امتحانات پرائیویٹ طور پر پاس کئے' ملازمت کا عرصہ انہوں نے خیر آباد زیارت کا کا صاحبؒ اور دیگر قصبات اور شہروں میں گزارنے کے بعد ریٹائر ہونے پر اکوڑہ خٹک میں ہی ایک پرائیویٹ سکول کھول جس کا نام اکوڑہ پبلک سکول رکھا۔ یہ سکول نہایت کامیابی سے چلتا رہا تا آنکہ آپ پر ۱۹ر جولائی ۲۰۰۵ء کو فالج کا شدید حملہ ہوا' جس سے آپ کی یاداشت ختم ہوگئی' اس کے چند ماہ بعد فرش پر پھسلنے کی وجہ سے آپ کی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی' جس کی وجہ سے آپ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوگئے تھے' اس کے علاوہ نظام ہضم میں بے قاعدگی اور دیگر عوارض بھی پیش آتے گئے' چنانچہ آپ کے فرمانبردار فرزندان اور دیگر اقارب نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اعلیٰ سے اعلیٰ اور تجربہ کار ڈاکٹروں اور حکماء سے آپ کا علاج کروایا' یہ سلسلہ آپ کی زندگی یعنی ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۰ء تک کی صبح تک چلتا رہا تا آنکہ آٹھ بجے صبح اپنے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اسی دن یعنی بروز پیر ۲۷ر دسمبر بوقت سوا چار بجے بعد عصر آپ کی نماز جنازہ سینکڑوں سوگواروں اور ہمدردوں کی موجودگی میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض پختون خواہ کی مشہور روحانی شخصیت جناب محترم مولانا رحیم اللہ باچا صاحب اضاخیل نے ادا کی۔

راقم کی آپ سے پہلی ملاقات آج سے تقریباً بیس بائیس برس قبل ہوئی تھی جبکہ بندہ تاریخ وادی چھچھ (دامن اباسین) کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری کے سلسلہ میں حاضر ہوا تھا یہ سلسلہ پھر آخری دم تک چلتا رہا' آپ نے ہ کی اکثر تالیفات اور تصنیفات کی اصلاح کے علاوہ نہایت قیمتی مشوروں سے نوازا تھا' میری پشتو شعر و شاعری کی پہلی کتاب ''ڈاٹک گلونہ'' کا تعارف بھی آپ نے ہی 11 ستمبر 1999ء کو تحریر کیا تھا۔

جناب سراج صاحبؒ بندہ کے ہمراہ 1999ء میں ''نوائے پٹھان'' کی سالانہ تقریب میں شرکت کے لئے

لاہور تشریف لے گئے تھے، جہاں جسٹس (ر) عبدالجبار خان صاحب نے آپ کو بھی ادبی خدمات کے لئے ٹرافی پیش کی تھی، اکتوبر ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر محمد عظیم سے ملاقات کے لئے آپ راقم کو بھی اپنے ہمراہ بونیر لے گئے تھے جہاں آپ کے دیگر متعدد دوستوں سے بھی تعارف ہوا اور ان کی میزبانی سے محظوظ ہوئے۔ اس کے علاوہ مشہور اولیائے کرام یعنی حضرت سید علی ترمذیؒ المعروف پیر بابا صاحبؒ اور حرت دیوانہ باباؒ کی زیارت پر حاضری دی۔ ان مقامات میں کلپانی، سواڑی، سونی گرام، ڈگر اور بری کوٹ شامل تھے۔ ۲۴ نومبر 2004ء کو سوات اور دیر کے کچھ علاقوں کی سیر کی، جو چار دن پر مشتمل تھی، اس دوران مالاکنڈ، چکدرہ، بٹ خیلہ، امان درہ، بمبولی بالا، آس بنڈ، مینگورہ اور سیدو شریف کا چکر لگایا۔ حضرت اخون صاحبؒ سوات کے مزار میں بھی حاضری دی، یہاں بھی جناب سراج صاحب مرحوم کے متعدد شناساؤں سے ملاقات ہوئی، اس سفر کی تفصیلات راقم نے اپنے سفرنامہ ''مالاکنڈ کے آس پاس'' مطبوعہ فروری 2005ء میں درج کی ہیں۔ آپؒ اعلیٰ درجے کے خوش نویس بھی تھے، اور زائچہ تیار کرنے کے ماہر بھی تھے، چنانچہ 2 مارچ 1998ء کو راقم کا زائچہ بھی تیار کیا تھا، اس کے علاوہ محمد عنصر خان کاکڑ مدیر ماہنامہ ''نوائے پٹھان'' لاہور کا زائچہ بھی تیار کر کے انہیں ارسال کیا تھا۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی شغف تھا، آپ نے مشہور اردو شاعر بابا غالب کے کلام کا پشتو میں منظوم ترجمہ کیا تھا۔ جس کا پہلا حصہ 1969ء میں چھپا تھا جو ۲۵ غزلوں پر مشتمل تھا۔ دوسرا حصہ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ آپ کی تقریباً ۴۵ تصانیف و تالیفات ہیں جو مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں ان میں دینی احکامات کے پشتو تراجم، سکول کے طالب علموں کی آسانی کے لئے سائنس اور جغرافیہ کی پشتو زبان میں ترکیبیں، اکوڑہ خٹک (زما کلے) میرا گاؤں اور احادیث کے پشتو تراجم شامل ہیں۔ آپ نے مشہور قصیدہ بردہ شریف' کا پشتو زبان میں منظوم ترجمہ کیا تھا جو 1984ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا، اس کے بعد متعدد مرتبہ چھپا۔ حال ہی میں حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ کی نگرانی میں نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا۔ آپؒ نے اپنے قریبی رفقاء کے عزیزوں کی شادیوں کے سہرے بھی نہایت خوش خط انداز میں تحریر فرمائے، جن میں میرے چھوٹے فرزند سیف اللہ کا سہرا بھی شامل ہے، نیز بچوں کی پیدائش پر تاریخی قطعات بھی لکھے تھے، خصوصاً اپنی دختر نیک اختر کی رخصتی پر جو سہرہ تحریر کیا اس میں ان والدین کے جذبات کی نہایت بہترین انداز میں عکاسی کی گئی ہے جن کی لخت جگر ان سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جاتی ہے، آپ نے ۲۸ سالہ کیلنڈر (۱) بھی بنوائے اور دوستوں میں تقسیم کئے۔ تصانیف و تالیفات کے علاوہ ان مضامین اور مکاتب کی تعداد بھی سینکڑوں سے تجاوز ہوگی، جو مرحوم نے اپنی زندگی میں مختلف موضوعات پر مختلف جریدوں کو بھیجے تھے، یا دوستوں کو لکھے تھے، مثلاً راقم کے علم میں ہے کہ آپؒ کے کچھ تاریخی مضامین اور پشتو زبان کے اسباق ماہنامہ ''نوائے پٹھان'' لاہور میں چھپے تھے۔ کاش کوئی صاحب ذوق نوجوان ان مضامین اور خطوط کو یکجا کر لے۔ آخر میں راقم اس بات کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہے کہ حکومت کی طرف سے وطن کے اس عظیم فرزند کو نہ تو کسی قسم کے اعزاز سے نوازا گیا۔ اور نہ علاج

---

۱) دارالعلوم حقانیہ کے دفتر کے لئے بھی اس کیلنڈر کی ایک کاپی بھیجی گئی جس کا عکس مضمون کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

معالجہ کے لئے کوئی مدد فراہم کی گئی تھی' حالانکہ طبلہ اور سارنگی بجانے والوں کو وطن عزیز میں بڑے بڑے اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔__ سراج صاحب کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی تھی کہ ہر قسم کی محفل میں سب چھوٹے بڑے' خواندہ' ناخواندہ ان کی بات نہایت توجہ سے سنتے تھے' راقم اپنے سفر نامہ "مالاکنڈ کے آس پاس" سے اس بارے ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہے جو ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا تھا۔ بٹ خیلہ کے بازار میں ڈاکٹر رفیق صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے' تو متعدد دوست یہاں ملاقات کے لئے آئے' راقم کا تعارف بھی کرایا گیا' سراج صاحب نے دیر تک حاضرین کو مرزا غالب' میر تقی میر' اکبر اللہ آبادی' ڈاکٹر محمد اقبال' خوشحال بابا' رحمان بابا' حمزہ بابا اور دیگر شعراء کے دلچسپ اشعار سناتے اور داد پاتے رہے' یاد رہے جناب سراج صاحب نے خوشحال بابا اور حمزہ بابا کے پشتو کلام کا کچھ حصہ اردو میں منظوم کیا ہے جبکہ مرزا غالب کی کچھ غزلیں پشتو زبان میں منتقل کی ہیں' جن میں ۲۵ غزلیں ۱۹۶۹ء میں چھپ چکی ہیں بقول حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی یہ کیسے ہوسکتا ہے' کہ محفل میں سراج صاحب موجود ہوں اور چچا غالب کا تذکرہ نہ ہو کیونکہ سراج صاحب مرزا غالب کا پشتو ایڈیشن ہے"__ وہ اپنی ملازمت کے دور کے چیدہ چیدہ واقعات مزاحیہ انداز میں اہل محفل کو سناتے رہے اسکے علاوہ مختلف قسم کے لطائف سے محفل کو کشت زعفران بناتے رہے۔ سراج صاحب کو مزاحیہ واقعات سنانے کا بھی ملکہ حاصل ہے' واقعہ بیان کرتے وقت ایسا سماں باندھتے ہیں' گویا وہ خاص واقعہ اس وقت وقوع پذیر ہوا ہے یا ہو رہا ہے' رات دیر تک محفل جمی رہی ساڑھے دس بجے دوستوں نے اجازت لی اور ہم بستروں پر دراز ہوگئے'__ سراج صاحب ایک منکسر المزاج' مخلص اور ہمدرد شخص تھے' انہوں نے ایک ان پڑھ نوجوان افغان گڈریے کو چند سال محنت سے تعلیم دے کر اسے میٹرک کروایا تھا۔__ بندہ نے آج سے تقریباً ڈیڑھ برس قبل جناب اویس احمد غنی صاحب گورنر خیبر پختونخوا کو سراج صاحب کی بابت تفصیلی خط لکھا تھا کہ قوم وملک کے اس معذور اور دیرینہ خادم کی خاطر خواہ مالی مدد کی جائے کیونکہ اس دوران ان کی بیوی نوجوان بیٹے اور بھائی بھی فوت ہو چکے ہیں' لیکن گورنر صاحب کے نوٹس میں اغلباً یہ درخواست پیش نہیں کی گئی۔ اس کے بعد جناب صدر زرداری صاحب اور وزیر اعظم صاحب سید یوسف رضا گیلانی کے نام رجسٹرڈ خط بھیجے گئے۔ گزشتہ ۱۰ دسمبر ۲۰۱۰ء کو جناب رجسٹرڈ خط مع اخباری تراشہ' ۲۸ ستمبر ۲۰۰۹ء روزنامہ 'مشرق' ارسال کئے گئے جس میں سراج صاحب کی بات کالم لکھا گیا تھا۔ لیکن کسی صاحب کے کان پر جوں تک نہ رینگی' اس سلسلہ میں بشیر احمد بلور صاحب کے نام بھی خط لکھا تھا لیکن بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ جناب سراج صاحب مرحوم کی بخشش اور بلندی درجات کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں' نیز اللہ تعالیٰ آپ کے جملہ پسماندگان اور اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

قلم تہ گنبے بہ جڑا شوی   خط بہ باقی وی مونگ بہ خاورئے ایرے شونہ

مرحوم سراج الاسلام سراج صاحب کا تیار کردہ 28 سالہ کیلنڈر

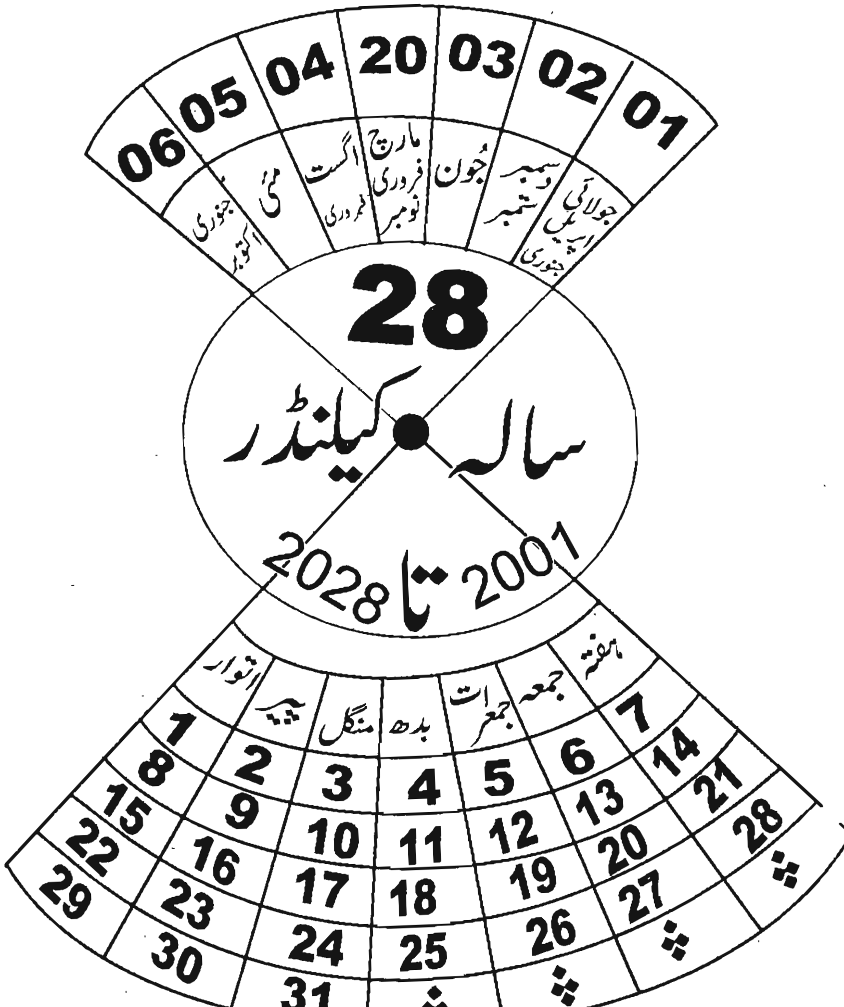

اوپر سنیں ہیں اوران کے نیچے مہینوں کے نام ہیں۔ جس سن کو جس مہینے کے سامنے لے آئیں اسی ماہ کا کیلنڈر خود بخود ظہور میں آجائے گا۔ تاریخوں کے ساتھ دن بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

سُرخی سے لکھے ہوئے مہینوں کے نام لیپ سال کے لئے استعمال کیجئے۔

تیار کردہ: سراج الاسلام سراج۔ ایم اے بی ایڈ۔ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (پاکستان)

پروفیسر رشید احمد انگوی
ڈائریکٹر الخلیل ریسرچ سنٹر لاہور

توہین رسالت۔۔۔پس منظر

آسیہ بی بی کے حوالہ سے زیر بحث مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا دور جدید کی عالمی تاریخ سے کیا تعلق ہے؟ کیا یہ ضیاء آمریت کے دور کی تخلیق ہے؟ پوپ کا اس مسئلے سے کیا تعلق ہے؟۔۔۔اس کو دور جدید کے عالمی معاملات کا حصہ بنانے کا ذمہ دار ضیاء آمریت کا کردار نہیں' جمہوریت کی ماں برطانیہ کا طرز عمل ہے' جس نے ربع صدی قبل ملعون رشدی کا باب تخلیق کیا۔ 89-3-21 کے ''نوائے وقت'' اور 89-3-26 کے ''جسارت'' اور اس سے قبل ''جنگ'' میں شائع ہونے والے راقم کے مضمون کی چند سطور ملاحظہ ہوں ''واقعات کی کڑیاں بتاتی ہیں کہ اغلباً اہل مغرب اور امریکہ نے بزبان حال مسلمانوں کے خلاف دور جدید کی صلیبی جنگوں کا آغاز کر دیا ہے اور اس حکمت عملی کا بنیادی نقطہ ایک معلون شخص کے قلم سے ایک ناپاک تحریر کی اشاعت کروانا اور پھر اس کی بنیاد پر عالم کفر کی صف بندی کرنا شامل ہے' اب عالم اسلام کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور تعین کرے' کیا عالم اسلام کو بیدار کرنے کیلئے اس سے زیادہ کسی اور تازیانہ کی ضرورت ہے؟'' (براہیم کی تلاش'' صفحہ ۱۷) کیا آنے والے واقعات نے مذکورہ تصور کی تصدیق نہیں کر دی۔

کیا آپ کو یاد ہے کہ نیو ملینیئم کی دنیا بھر میں جو تقریبات ہوئیں ان میں بابائے کلیسا جناب پوپ نے پاکستان اور ہندوستان کے دورے میں کیا اہم ترین اعلان کیا تھا؟ انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا تھا کہ ''اکیسویں صدی ایشیاء کو عیسائی بنانے کی صدی ہوگی''

اس کے جلد بعد امریکی صدر بش کی قیادت میں اسلامی دنیا پر نائن الیون کے قصے کی بنیاد پر جو ظالمانہ جارحانہ دشمنانہ یلغار کی گئی دراصل یہ مذکورہ ''تبلیغی انقلاب'' کے لئے وہ مقدس جنگ ہے جس کا اعلان بش نے ''کروسیڈ'' کہہ کر کیا اور عراق وافغانستان کے بعد ہماری قبائلی زمینوں پر ڈرون حملوں کی صورت میں جاری ہے اور پینٹاگون کے سرکاری جریدے میں 2006ء میں شائع مضمون ''ری شیپنگ مڈل ایسٹ'' کے مطابق 2012ء تک (خاکم بدہن) پاکستان کو توڑ دینے کے لئے کی جارہی ہے۔ اور ایران' یمن' سعودی عرب کے بارے میں ناپاک عزائم ان کے بیانوں سے سامنے آتے رہتے ہیں' تو اس پوری صلیبی جنگ کی پہلی گھنٹی توہین رسالت بعنوان رشدی بجائی گئی' پھر تسلیمہ نسرین (بنگلہ دیشی) کا قصہ کھڑا کیا گیا' اور تازہ ترین ماضی قریب کے ابواب یورپ میں خاکوں کا ناپاک مشن'

حجاب کی راہ میں رکاوٹ' میناروں کے خلاف قانون سازی جیسے حالات وواقعات پر مشتمل ہیں اس دوران عامر چیمہ شہید نے جب یورپ کی سرزمین پر عشق رسول ﷺ کی راہ میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا تو امریکی حکمت عملی کے کارندے مشرف نے شہید کا جنازہ پنڈی لاہور گوجرانوالہ جیسے مقام پر ہونے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں کیونکہ اگر یہ جنازہ کراچی لاہور یا پنڈی یا ان تمام مقامات پر ہوتا تو شرکاء کی تعداد کروڑوں میں ہوتی' کہنا یہ ہے کہ وہی جنگ جو ایک جانب نیٹو کے اسلحہ سے لڑی جارہی ہے اسی کا اولین رخ یہ ہے کہ مسلمانوں کو توہین رسالت کے واقعات کے جھٹکے لگا کر ایذاء پہنچائی اور بے جان کیا جائے چونکہ ان کا مرکزی نقطہ ''ایشیاء کو عیسائی بنانا'' ہے تو اس کے لئے جنگی اور شہری محاذ پر عمل میں لائی جانے والی حکمت عملی ان کے ذہنوں میں پوشیدہ ہے مگر ان کی طویل تاریخ ونفسیاتی حقیقتوں پر نظر رکھنے والوں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے' راقم ان لوگوں میں شامل ہے' جنہوں نے موجودہ صدی کے آغاز میں اندزہ لگالیا تھا کہ اہل مغرب کی نئی چال بازیوں میں برصغیر کی عیسائی اقلیت کو سامراجی مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کرنا شامل ہوگا' اور ہم دیکھتے ہیں کہ جدید تخریبی ورکروں کو مسلمانوں کے لباس داڑھی پگڑی میں ملبوس کرنا اور اقلیتوں کو بھی ایک حوالے سے اور بھی دوسرے سے سامنے لانا تقریبا معمول بن گیا ہے' ٹی وی چینلوں کی بہار ہے بعض چینلز کا خصوصیت سے اپنی مخصوص ٹیم کے ہمراہ آسیہ کی آڑ میں مغربی طاقتوں کے خیالات کی ہم آہنگی میں غیر معمولی سرگرمی دکھانا خود ایک غور طلب صورتحال ہے' آسیہ کی جان عزیز ہے مگر عراق افغانستان اور وزیرستان میں لاکھوں بے گناہ انسانوں کا قتل کتنا قابل تعریف عمل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے بارے میں کیا تصورات ہیں' کیا آسیہ کا درد بتانے والوں نے کبھی اس پر بھی زبان کھولی ہے ایک اہل علم نے بجا طور پر سوال کیا ہے کہ اگر عدالتی معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینے پر سوات کے صوفی محمد اور دیگر داڑھی پگڑی والے مجرم ہیں تو اسی عمل کا مظاہرہ کرنے والے بغیر داڑھی والے مجرم کیوں نہیں۔ جو عمل ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ذمہ ہے اسے کوئی اور صاحب اختیار واقتدار اپنے ہاتھ لینے کا مجاز کیسے ہوگیا؟ ایک چینل پر پینل گفتگو کررہا تھا' جب بھی بات ہوتی کہ شریعت بنچ اور پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تو اینکر پرسن چیخ کر کہتی کہ یہ تو ''ضیاء آمریت'' کے دور کی بات ہوئی نا۔ یعنی ضیاء آمریت کے دور کی عدالت اور پارلیمنٹ کی حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا موصوفہ یہ سننا پسند کریں گی کہ فلاں بات تو ''زرداری دور'' کی ہے اس لئے یہ صرف زرداریوں کے لئے ہے' یہ طرز فکر وعمل درست نہیں ہے' ضیاء دور تو ایک عشرے پر مشتمل ہے' اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جنرل سکندر مرزا نے بھٹو صاحب کو ملکی سیاست میں داخل کیا' جنرل ایوب نے پروان چڑھایا' جنرل یحییٰ نے رفاقت مہیا کی اور جنرل مشرف نے بھٹو خاندان کے ساتھ این آر او کیا۔ یہ سارے جرنیل کبھی آمر نہیں کہلائے' صرف ایک ضیاء ہی پیپلز پارٹی کا اکلوتا معتوب جرنیل ٹھہرا۔ میڈیا جب شعور دے رہا ہے تو میڈیا ورکر خود بھی عقل وشعور کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں (ایک بزرگ صحافی کو ٹی وی پر ایک سابق جج پر مسلط دیکھا کہ جج صاحب موجودہ قاضی القضات کے بارے میں ان کی پسند کا

کوئی کلمہ اگلیں) یہ طرز عمل قابل تعریف نہیں ہے' ایک مذاکرے میں معروف علمی شخصیت ڈاکٹر انیس صاحب نے بجاطور پر ایسے مسائل کے بہانے توجہات دوسرے امور وحالات سے ہٹانے کی چال کا امکان ظاہر کیا تو اینکر پرسن کو اچھا نہ لگا' شیریں رحمان پارلیمنٹ میں اپنا موقف پیش کریں کہ یہی ان کا اصل پلیٹ فارم ہے' تاہم پارلیمنٹ کے اجزائے ترکیبی اصل جج یعنی ''عوام'' کی نظر کے سامنے ہیں' انہیں ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ پارلیمنٹ کی طاقت احکام الٰہی کے اتباع میں ہے ورنہ کروڑوں پارلیمنٹیں ایک آیت ربانی یا حدیث نبوی کے مقابلے میں صفر سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں' آسیہ کسی آبادی میں رہتی ہے' وہاں کے لوگوں نے اس کے خلاف کوئی رپٹ کرائی ضلعی عدالت نے ایک فیصلہ دیا' وہ اس فیصلے کے بارے میں کسی اور عدالت میں جاسکتی ہوگی' عدالتیں تو آئے روز فیصلے ہی کرتی ہیں' اس قصے کو ٹی وی اوں پر کون لایا' کب لایا' کیوں لایا؟ آسیہ کے عمل کے ساتھ اسے ٹی وی کے مخصوص نوعیت کے مباحثوں میں لانے والے بھی اپنے اپنے عمل کے ذمہ دار ہیں' موضوع اتنا اہم اور نازک ہے کہ الزام لگانے والوں سے لے کر اس کے چرچے کرنے والوں تک کا احتساب ہونا چاہیے۔ عدالتی مسائل پر گفتگو کا دائرہ متعین ہوتا ہے' پھر ہمارے ملک میں عدلیہ کی اپنی ایک تاریخ ہے' عدلیہ کے بارے میں بھی کئی رویے ہیں تو کون کس طرح کس کا استحصال کر رہا ہے' یہ بھی مسئلہ کے زاویے ہیں کیا ٹی وی والوں نے مفتی رفیع عثمانی' مولانا محمد اسحاق فیصل آبادی' مولانا طارق جمیل' مفتی زین العابدین' علامہ جوہری' مولانا طاہر القادری' قاضی حسین احمد' پروفیسر حافظ محمد ارشد گوجرانوالہ' مولانا اشرفی (جامعہ اشرفیہ) جیسی شخصیات کو ٹی وی پر سنایا جائے' ٹی وی کے پسندیدہ افراد قابل قدر ہوسکتے ہیں' مگر پاکستان کے عوام الناس کی غالب اکثریت ان کے بارے میں ٹی وی والوں کی ہم خیال نہیں' علمائے سعودی عرب میں سے کس کی رائے حاصل کی گئی ہے' علماء ایران سے کس قدر استفادہ کیا گیا ہے۔

نبی آخرالزماں ﷺ کے ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے' بے نظیر بھٹو کے خون کے نام پر ایک ''ابنارمل جمہوری عمل'' کے ذریعے اقتدار تک پہنچنے والے از قسم شیریں رحمان لوگ عقائد کی دنیا میں گفتگو اور دخل اندازی کرتے وقت خود بھی اعتدال کی راہ پر رہیں اور پھر لوگوں کو اعتدال کی تلقین کریں۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے
آپ اپنے مضامین بنام مدیر الحق بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ھیں
editor_alhaq@yahoo.com

مولانا محمد الیاس گھمن

تحفظ ناموس رسالت ......تمام مکاتب فکر کا اتحاد

ایک بار پھر تمام دینی جماعتیں تحفظِ ناموس رسالت کے لیے متحد ہو چکی ہیں۔ناموس رسالت اس وقت اہل اسلام کے لیے سب سے اہم ایشو ہے۔قانون توہین رسالت میں ترمیم کرنے کے لیے بعض ناعاقبت اندیش حکمران چند ٹکوں کے عوض اپنے ایمان کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور شیریں رحمٰن صاحبہ، گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور دیگران کے ہم نوا یہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔گورنر پنجاب نے یہاں تک اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا ہے کہ ''یہ کالا قانون ہے۔'' العیاذ باللہ۔

کوئی روشن خیال اس جرم توہین رسالت کے مرتکب پر نافذ کردہ سزا کے بارے میں کہتا ہے کہ ''یہ ظلم ہے، اسلام محبت اور رواداری کا سبق دیتا ہے اور کوئی یوں ہذیان بکتا بکتا منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہتا ہے ''یہ دقیانوسیت ہے، اسلام میں امن و آشتی اور باہمی الفت کا درس پنہاں ہے۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام رواداری اور محبت کا علمبردار ہے۔امن و آشتی اور باہمی الفت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔لیکن قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق رحماء بینھم بعد میں ہے۔اشداء علی الکفار پہلے ہے۔جب ظلم بڑھ رہا ہو، شرک والحاد کے بھوت منہ کھولے کھڑے ہوں، جب ڈکیتی، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، دنگا فساد، رشوت ستانی، سود خوری، دین اسلام کا مذاق، صحابہ کرام، اہل بیت و ازواج نبی ﷺ، قرآن کریم، اسلام کی مقتدر شخصیات پر تبرا بازی اور پیغمبر خدا ﷺ کی گستاخی اور توہین اور معاشرتی اور اخلاقی جرائم عام ہونا شروع ہو جائیں تو اسلام کے حدود و قصاص کے قوانین کو عمل میں لانا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔جب اعداء اسلام؛ دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے کمربستہ ہو جائیں اور اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔تو اسی امن و آشتی کے علمبردار اسلام کا حکم ہے فاضربوا فوق الاعناق ان کی گردنوں پر مارو۔نہیں بلکہ واضربوا منھم کل بنان ان کے جوڑ جوڑ پر مارو۔جب قتل و غارت گری شروع ہو تو ولکم فی القصاص حیوۃ کا زریں اصول بھی اسلام ہی کا ہے۔جب شراب خوری معاشرے میں جنم پانے لگے تو حد شرب خمر کا حکم بھی اسلام دیتا ہے۔جب چوری جیسی لعنت پھیلنے لگے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم بھی یہی اسلام دیتا ہے۔الغرض ہر جرم کے مطابق

سزا کا قانون خود خالق لم یزل نے مرتب کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں جرائم کے سد باب کے لیے قوانین موجود نہ ہوں ہر قوم میں اپنے مقتدر شخصیات کی عزت وعظمت اور احترام کے قوانین موجود ہیں اور جو کوئی بھی ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے سزا کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

اسلام بھی ایک سچا اور کھرا دین ہے احترام آدمیت کا جتنا اسلام محافظ ہے اتنا کوئی اور مذہب نہیں ہے اسلام ایک عام انسان کی بھی عزت وحرمت کا نگہبان ہے اور معاملہ جب پیغمبر خدا ﷺ کا آجائے۔ تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ گستاخ اوران کے بارے میں یاوہ گوئیاں کرنے والا کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپا ہوا ملے تو بھی اسے قتل کر ڈالو۔ قانون توہین رسالت تمام قوانین میں سب سے زیادہ چمکتا دمکتا قانون ہے، والی دو جہاں ﷺ کی عزت اور ناموس کا مسئلہ تو تمام مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کرسکتا، مسلمان بے عمل ہوسکتا ہے اور بدعمل بھی ہوسکتا ہے لیکن عشق رسالت ﷺ سے خالی ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ میرا عقیدہ ہے کہ جو شخص محبت رسول ﷺ سے خالی ہے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش ہوچکا ہے انگریز کے حاشیہ بردار حکمران تمام اہل اسلام کے جذبات ایمانی سے کھیل کر اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور میرا قلم بھی اس کیفیت کو لکھنے میں ہمت ہار جاتا ہے کہ کیسے!!! آخر کیسے!!! یہ لوگ دشمن رسول کو خوش کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے کا یارا کر لیتے ہیں۔ کیا ضمیر مردہ ہو چکے ہیں کیا اقتدار اور دولت کا نشہ اس قدر مست کیے ہوئے ہے کہ ایمان بھی یاد نہیں۔

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین واراکین کو جنہوں نے بروقت معاملہ کی حساسیت کو بھانپتے ہوئے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس انعقاد عمل میں لایا کانفرنس میں راقم کو بھی مدعو کیا گیا تھا میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ منتظمین نے ہر حوالے سے اس کو کامیاب بنانے میں جو اپنی خدمات سرانجام دی ہیں وہ یقیناً لائق تحسین بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم نے اپنا ترجمان مولانا فضل الرحمٰن کی منتخب فرمایا۔ مولانا کی بصیرت افروز، نپی تلی اور جامع مانع گفتگو نے کانفرنس میں پھر سے حوصلوں کو جوان کر دیا۔ محترم قاری محمد حنیف نے اپنے نقابت کے فرائض بڑے ہی متانت سے سرانجام دیے۔ کانفرنس میں شریک تمام مکتبہ فکر کے قائدین نے ناموس رسالت کے لیے اتحاد کا اعلامیہ دیا۔ دینی، مذہبی، اسلامی، مسلکی اور سیاسی جماعتوں کا یوں آپس میں کسی مسئلہ پر متحد ہونا ہی اس مسئلہ کی اہمیت جتلانے کے لیے کافی ہے۔ میں ان تمام علمائے کرام کا جنہوں نے بڑی سنجیدگی سے اس معاملہ پر پالسیاں وضع کیں اور ایک لائحہ عمل طے کیا، دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ ہمارا ماٹو یہ ہے کہ اسلام ہر چیز پر مقدم ہے عقائد ونظریات کے سامنے سیاست کو ایک بار نہیں لاکھ

بار قربان کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض عیسائیت زدہ دماغ عام طور پر سوچتے ہیں کہ یہ دیوبندی ، بریلوی اور اہلحدیث ہیں۔ یہ آپس میں ہی لڑیں گے اور ہماری جان چھوٹی رہے گی۔

خبردار! اگر کسی نے یہ مفروضہ گھڑ کر اپنے ذہن پر سوار کر رکھا ہے تو وہ اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لے۔ عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں۔ ہم تم سے لڑیں گے پھر گھر بیٹھ کر آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کرلیں گے۔ اور اللہ خیر سلا۔ ہم ناموس رسالت کے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ ہم ختم نبوت کے لیے بھی ایک ہو چکے ہیں، بلکہ میری اس بات سے اہل انصاف اتفاق کریں گے کہ دیگر اجماعی مسائل وعقائد میں ہمیں ایک ہونا چاہیے

حالات یہ کہتے ہیں عجب وقت پڑا ہے .... ہر شخص خدا ہے
اس شہر خرابات کے احکام نئے ہیں......... پیغام نئے ہیں
صیاد پرانے مگر دام نئے ہیں............. الزام نئے ہیں
بے حال کیا معرکہ روح و بدن نے......... احوال چمن نے
چرکے بھی لگائے ہیں عزیزانِ وطن نے...... یارانِ کہن نے
اے اہل قلم ! میں تو قلم توڑ رہا ہوں .... سر پھوڑ رہا ہوں
رہوار خطابت کی عناں چھوڑ رہا ہوں......... رخ موڑ رہا ہوں
اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

حضرت مولانا عبدالحنان، فاضل دیوبند کے لئے دعائے صحت کی خصوصی اپیل

دارالعلوم دیوبند کے بقیۃ السلف اور یادگار اکابر حضرت مولانا عبدالحنان صاحب، فاضل دیوبند جہانگیرہ ان دنوں شدید علیل ہیں، نماز پڑھتے ہوئے کرسی سے پھسلنے سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی، حضرت مولانا مدظلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے ہم عمر اور دیوبند میں ہم درس ہیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے سگے ماموں ہیں، عمر سو سال سے تجاوز ہے، تمام قارئین، علماء اور طلباء سے مولانا کی صحت کاملہ کیلئے دعاؤں کی خصوصی اپیل کی جاتی ہے۔

جناب عبدالسلام عبدالقادر جامعی سرسی

محفل میلاد النبی ﷺ کی تاریخ اور شرعی حیثیت

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (الاحزاب: ۲۱)

آج ہم لوگ مسلم معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آج اکثر مسلمان شرک وبدعت میں ڈوبے ہوئے ہیں، قرآن مجید اور احادیث مصطفی ﷺ سے ناواقفیت کی بنا پر ایسی ایسی غلط رسموں کو اپنا رہے ہیں اور ایسی ایسی بدعات وخرافات کو فروغ دے رہے ہیں جن کا کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ انہیں بدعات وخرافات میں سے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ر تاریخ کو میلاد النبی کے نام سے موسوم ایک عید منائی جاتی ہے۔

آپکی ولادت باسعادت کا دن پیر ہے۔ مورخین ہی کی متفقہ رائے نہیں بلکہ خود نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ ایک حدیث جو صحیح مسلم میں ہے حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پیر کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ذلک یوم ولدت فیه ویوم بعثت او انزل علی فیه" (صحیح مسلم: کتاب الصیام) یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اس دن میری بعثت ہوئی یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

اور اسی طرح پیر کے دن ہی آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس پر بھی اہل علم کا اتفاق ہے۔ رہا معاملہ تاریخ ولادت کا اس سلسلے میں آپ ﷺ سے کوئی روایت نہیں ملتی، البتہ سیرت ابن اسحاق کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے یعنی جس سال ابرہہ اور اس کے لشکر نے بیت اللہ شریف پر حملہ کرنے کی ناپاک سعی کی اور غضب الٰہی کا شکار ہوئے تھے۔ (ابن اسحاق، سند جید کذا قالہ البناء فی الفتح الربانی: ۲۰ر۱۹۰)

امام سہیلیؒ نے نقل کیا ہے کہ ابرہہ ماہ محرم میں مکہ آیا تھا اور آپ ﷺ اس واقعہ کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے جب کہ امام سہیلیؒ اور محمد بن اسحاقؒ کے بقول جمہور اہل علم کا مسلک یہی ہے۔ (الفتح الربانی للبناء: ۱۹۰۲۰)

مشہور مفسر ومورخ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخی کتاب "البدایة والنهایة" میں لکھا ہے کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے لیکن آپ ﷺ ماہ کے اول یا وسط میں یا آخر میں پیدا ہوئے اس بارے میں اختلاف ہے، اور ابن کثیرؒ نے بعض سیرت نگاروں اور مورخین کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ کسی نے کہا: آپ ﷺ ۲ر ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور کسی نے کہا کہ ۸، کسی نے ۱۰، کسی نے ۱۲، کسی نے ۱۷، کسی نے اٹھارہ اور بعض نے

۲۲ ر ربیع الاول کہا ہے، اور ابن کثیر نے کہا کہ ان تمام اقوال میں راجح دو قول ہیں، ایک ۱۲ ر ربیع الاول اور دوسرا ۸ ر ربیع الاول اور ابن کثیرؒ نے ۸ ر ربیع الاول ہی کو راجح قرار دیا ہے جو امام حمیدی نے ابن حزم سے نقل کیا ہے اور کئی دیگر ائمہ کرام نے اسکی تائید کی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، امام ابن کثیر: ۲/۲۵۹ تا ۲۶۲)

امام طبری اور امام ابن خلدون نے ۱۲ ر ربیع الاول کو اختیار کیا ہے۔ (رحمۃ للعالمین: ۱/۴۰، حاشیہ) اور ابن جوزیؒ نے ۱۰ ر ربیع الاول کو اولیت دی ہے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ، طبع ریاض: ۱/۱۵۴) جب کہ ماضی قریب کے دو عظیم سیرت نگاروں میں سے علامہ قاضی سید سلیمان منصور پوریؒ نے اپنی کتاب رحمۃ العالمین اور علامہ شبلیؒ نے سیرت النبی ﷺ میں ۹ ر ربیع الاول بمطابق ۲۰ ر اپریل ۵۷۱ء کو از روئے تحقیق جدید صحیح ترین تاریخ ولادت قرار دیا ہے۔ (سیرت النبیؐ علامہ شبلی: ۱/۱۷۱، رحمۃ العالمین: ۱/۴۰، حاشیہ) اور اسی تاریخ کو محمد طلعت عرب نے تاریخ دوم العرب میں صحیح قرار دیا ہے۔ (رحمۃ العالمین: ۱/۴۰، حاشیہ)

مصر کے معروف ماہر فلکیات اور معروف ہیئت دان محمود پاشا نے اپنی کتاب "التقویم العربی قبل الاسلام وتاریخ میلاد الرسول وھجرتہ" میں دلائل ریاضی کی رو سے متعدد زائچے بنا کر ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ ۹ ر ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور تحقیق کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ جو لوگ ۱۲ ر ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ کہتے ہیں وہ غلط ہے کیوں کہ ۱۲ ر ربیع الاول پیر کو نہیں آتا اور آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ پیر کو پیدا ہوئے اور پیر صرف ۹ ر ربیع الاول کو آتا ہے۔ البتہ ۱۲ ر ربیع الاول آپ کی وفات کا دن ہے اور محمود پاشا نے اس بات کو مختلف دلائل و براہین کیساتھ ثابت کیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (سیرت النبیؐ: ۱/۳۱/۱۷۱-۱۷۲، طبع قرآن محل کراچی)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ ۹ ر ربیع الاول موسم بہار دوشنبہ پیر کے دن عام الفیل بمطابق ۲۲ ر اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے۔ (رحمۃ العالمین)

آج ہمارے نام نہاد مسلمان بھائی جس تاریخ میں خوشیاں منا رہے ہیں وہ نبی ﷺ کی پیدائش نہیں بلکہ وفات کا دن ہے، افسوس! سرور کائنات ﷺ کی وفات پر خوشیاں..........

محفل میلاد کا موجد کون؟

جب خلافت عباسیہ کا زوال ہوا اور اسلامی مملکتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں، عقائد بگڑنے لگے، اسلام کے نام پر دشمنان اسلام نے اسلامی لبادہ اوڑھ لیا اور رافضی، شیعوں نے جو اپنے آپ کو فاطمی کہتے تھے، محبت رسول کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لینا شروع کیا اسی دور میں یعنی ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں یعنی ۶۲۵ میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے بہنوئی اور موصل کے قریبی شہر اربل کے گورنر ملک مظفر ابو سعید کوکبری نے اس محفل میلاد کو رائج کیا اور اسے بڑھا وا دیا۔

مولف "الابداع فی مضار الابتداع" نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کے کرسمس کو دیکھ کر مصری فاطمیوں سے جشن میلاد کو رواج دیا۔ اور اس میلاد کے جواز کا فتوی سب سے پہلے ملک مظفر کے عہد کے ایک مولوی شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے دیا اور اس سلسلے میں اس نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام اس نے "التنویر فی مولد البشیر النذیر" رکھا، میلاد کے نام پر یہ کتاب ساتویں صدی میں لکھی گئی، اور اس کتاب کی تصنیف پر ملک ظفر نے اسے ایک ہزار دینار بطور انعام دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۷/۱۳/۱۳۷)

محفل کے موجدوں کے سلسلے میں ائمہ ومحدثین کے اقوال:

۱۔ علامہ جلال الدین السیوطیؒ حاوی کے اندر ذکر کرتے ہیں کہ محفل میلاد النبی کو جس نے ایجاد کیا اس نے محفل میلاد کے موقع پر عام دسترخوان بچھانے پر حکم دیا جس پر اس نے ۵۰۰۰ ہزار بھنی ہوئی بکریاں اور ۱۰۰۰۰ بھنی ہوئی مرغیاں اور ایک لاکھ مکھن اور تیس ہزار حلوے کی پلیٹیں لگائی اور دور دراز کے صوفیوں اور پیر نما علماء کو محفل سماع کے لیے بلوایا اور یہ محفل میلاد ظہر تک جاری رہی جس میں ناچ گانے کا بہترین انتظام کیا گیا اور اسی محفل میں نبی کی ذات مبارکہ کے بارے میں غلو بھی کیا گیا، جس میں بادشاہ ملک مظفر سمیت تمام پیر نما علماؤں نے ناچنا شروع کیا۔ (البدع الحولیۃ: ۱۸۲۔ البدایۃ والنہایۃ: ۱۳/۱۳۱/۱۳۰، الحاوی: ۱/۱۸۹۔۱۹۰)

۲۔ علامہ تاج الدین الفاکہانیؒ اپنی کتاب "رسالة المورد فی الکلام علی عمل المولد" میں رقمطراز ہیں: عید میلاد کی کتاب وسنت کی روشنی میں کوئی شرعی حیثیت نہیں اور نہ اس کا کوئی اصل ہے بلکہ یہ ایک بدعت ہے جسے باطل پرستوں اور پیٹ پجاریوں نے ایجاد کیا ہے۔

۳ علامہ ذہبیؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: کان یدعی اشیاء لاحقیقة لها" کہ ابوالخطاب بن دحیہ ایسی ایسی باتیں گھڑتا تھا جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جو صاحب فتح الباری کے نام سے مشہور ہیں وہ اپنی کتاب "لسان المیزان" میں رقمطراز ہیں: خبیث اللسان احمق شدید الکبر قلیل النظر فی امور الدین متحاویلا" یعنی ابوالخطاب بن دحیہ بدزبان تھا، متکبر تھا، تنگ نظر اور دینی معاملوں میں قلیل النظر تھا۔ لسان المیزان ۴/۲۹۶۔۲۹۷)

۵۔ ملک مظفر محفل میلاد میں بھانڈ، مراثی، راگ ورنگ اور ناچنے والوں کو جمع کرتا اور راگ سنتا اور گانا باجا سن کر خود بھی رقص کرتا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۷/۱۳/۱۳۶۔۱۳۷)

ملک مظفر بادشاہ جس نے محفل میلاد کو ایجاد کیا کیسے سنت رسول کا پیکر بن سکتا ہے جو ناچنے اور گانے والوں کے ساتھ خود بھی ناچے اور گائے وہ شریعت حقہ کا پاسدار کیوں کر ہو سکتا ہے۔

۶۔ مولوی ابوالخطاب بن دحیہ کو کبار علماء حدیث نے کذاب، ناقابل اعتبار، غیر صحیح النسب، بے تکی اور فضول

باتیں کرنے والا قرار دیا ہے۔(البدایة والنہایة :۷؍۱۳۔۱۳۷) میلاد النبی کے ایجاد کرنے والوں کی یہ حقیقت ہے تو میلاد النبی منانا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

محفل میلاد کی ابتداء اور دور حاضر میں اس کی کیفیت:

محفل میلاد النبی صوفیوں، پیر نماشکم پرور علماء سوء کے ذریعہ رائج کردہ ایک بدعت ہے، شروع میں ایسا ہوتا کہ چند آدمی ایک جگہ جمع ہوتے، میلاد کا تذکرہ ہوتا کہ آپ ﷺ فلاں گھر میں، فلاں دن، فلاں تاریخ کو پیدا ہوئے، پھر آہستہ آہستہ قیام بھی شروع ہوا، جس میں کہا جانے لگا دم بدم پڑھو درود، حضرت بھی ہیں موجود، یا نبی سلام علیک، یا رسول اللہ سلام علیک، پھر چند منٹوں کے بعد اپنی محفلوں میں قیام کرنے لگے، پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ اللہ کے نبی کی سواری آرہی ہے، ہم نبی کے استقبال کے لیے کھڑے ہیں۔اسی قیام کی اکثر علماء نے تردید کی اور اسی پہ کتابیں لکھی جانے لگی کہ آیا قیام جائز ہے یا نہیں۔پھر ایک زمانہ آیا کہ یہ تمام چیزیں ختم ہوگئیں، مسجدوں میں بیٹھ کر ذکر رسول کرنے والے بھی گئے، پھر آہستہ آہستہ قوم مسلم بازاروں میں نکل آئی، ہری جھنڈیاں نظر آنے لگیں، پہلے تو ایسی ابتدا تھی کہ لوگ بازاروں میں جاتے، ذکر ہوتا، درود وسلام اور نعت پڑھتے اور چلے آتے، پھر ایک وقت آیا کہ یہ تمام چیزیں بھی گئیں، آج یہ قوم مسلم اس اسٹیج پر آکھڑی ہے کہ تبلے آگئے، سارنگیاں آگئیں، جن کو آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا، مذامیر، ڈھول تاشے اور ناچ گانے آگئے جو کبھی رنڈیوں اور طوائفوں کا کردار تھا وہ آج مسلمانوں میں آگئے، حتی کہ ظلم کی انتہا ہوگئی، آج کچھ نام نہاد مسلمان مصنوعی داڑھیاں لگا کر جلوس کرتے ہیں، بناوٹی داڑھیاں لگا کر ناچتے ہیں، مسلمانو! غور کرو اگر یہی داڑھی ایک غیر مسلم لگاتا تو فسادات عام ہوتے، لیکن فسادات اس لیے نہیں کہ آج یہی مصنوعی داڑھی ایک مسلمان ابی بن سلول کا لبادہ اوڑھ کر سنت کا مذاق اڑا رہا ہے، لیکن کوئی کچھ کہنے کے لیے تیار نہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ آج ہمارے معاشرے میں شریعت کا جنازہ اٹھایا جارہا ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو اہل سنت اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کس طرح دین مصطفیٰ کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں حیا بھی نہیں آتی، خدا کی قسم ایسا مذاق تو ابوجہل اور ابولہب نے بھی نہیں اڑایا تھا۔

یہ تمام کام کرتے ہوئے پھر بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم عاشق رسول ہیں، یہی نہیں ۱۲؍ربیع الاول کو کہیں بیت اللہ شریف بنایا گیا ہے تو کہیں حجر اسود رکھا گیا ہے کہیں مسجد نبوی بنائی گئی ہے تو کہیں روضہ گنبد خضراء بنایا گیا ہے جس کا مرد اور عورتیں مل کر طواف کرتی ہیں اور روضہ اور جالی بنائی گئی ہے جسے لوگ چومتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں اور کہیں حضرت بلال اور دوسرے صحابہؓ کی شکلیں بنائی گئی ہیں۔

یہ لوگ محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے نبی کی سیرت پاک یہ تھی کہ آپ ﷺ بازاروں میں چیخا نہیں کرتے تھے آج انکے علماء بازاروں میں ناچ رہے ہیں، گرمی ہے تو بوتلیں چڑھائی جارہی ہیں، ٹھنڈی ہے تو چائے نوشی

کی جارہی ہے۔ نبی ﷺ کی ولادت کے دن پر کتنے محبت رسول کے دعویداروں نے روزہ رکھا اصل مقصد تو فوت ہے۔

آج کوئی صحیح العقیدہ شخص ان جلوسوں میں حاضر نہ رہے یا لوگوں کو ایسے ناجائز جلوسوں سے روکے اور انہیں آگاہ کرے تو طعنے دیے جاتے ہیں کہ فلاں کافر ہے وہ مشرک اور دشمن رسول اور غدار مصطفیٰ ہے۔

لوگو! ذرا غور کرو یہ میلاد تو ساتویں صدی ہجری کی پیداوار ہے اور اس سے پہلے کسی نے جلوس نہیں نکالا، حضرت ابوبکرؓ نے جلوس نہیں نکالا، حضرت عمرؓ نے، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جلوس نہیں نکالا۔ کیا نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ یہ لوگ کافر تھے، اور آگے آیئے تمام ائمہ مجتہدین نے جلوس نہیں نکالا، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے جلوس نہیں نکالا، تمام محدثین نے جلوس نہیں نکالا، حضرت امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ نے جلوس نہیں نکالا اور آگے آیئے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے جلوس نہیں نکالا، شاہ اسماعیل شہیدؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، نے جلوس نہیں نکالا کیا نعوذ باللہ یہ تمام کے تمام کافر دشمن رسول غدار مصطفیٰ تھے۔ آج گویا تم ہم کو نہیں بلکہ پورے سلف صالحین کو ائمہ محدثین کو، صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے رہے ہو اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جو سلف صالحین کو گالیاں دے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سلف صالحین کی نظروں میں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مجموع الفتاویٰ میں فرماتے ہیں: یاد رہے کہ غیر مشروع عید اور تقریبات کا اہتمام کرنا مثلاً بعض شبہات ربیع الاول کو زندہ رکھنا جنہیں شب میلاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یا اس طرح رجب کی متعین راتوں کی عبادات اور تقریبات کا اہتمام کرنا یا آٹھ شوال کا جسے نادان لوگ عیدالابرار کے نام سے یاد کرتے ہیں جبکہ یہ تمام کام ایسی بدعات اور محدثات ہیں جن کو سلف نے ناجائز سمجھا اور نہ ہی کبھی عملاً انجام دیا۔

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب: "اقتضاء الصراط المستقیم" میں رقمطراز ہیں: یقیناً یہ عید میلاد وغیرہ کا اہتمام سلف نے نہیں کیا حالانکہ ان کے زمانے میں اس سے کوئی مانع بھی نہیں تھا بلکہ امکانات میسر تھے، نیز فرمایا: اگر یہ خیر اور اچھائی کا کام ہوتا تو سلف خلف کے مقابلے زیادہ حریص اور عمل کے حقدار تھے کیوں کہ وہ ہمارے مقابل رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واکرام میں نیز محبت میں زیادہ بلکہ یوں کہیں کہ ہر خیر میں زیادہ حریص تھے۔ اس کے علاوہ سلف صالحین کے اور بھی زیادہ اقوال ہیں، جن میں انہوں نے جشن میلاد کو بدعات وخرافات میں شمار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بدعات سے بچا کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا مطیع وفرمانبردار بنائے۔

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

موجودہ حالات کے تناظر میں
ہماری سیاسی قیادت کی بصیرت کا امتحان

ایم کیو ایم کی حکومتی اتحاد سے علیحدگی اور پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کی سیٹوں پر بیٹھنے کے فیصلے نے قومی سیاست میں ہلچل مچا دی جس سے قومی سیاسی قیادت پر یہ بھارتی ذمہ داری آن پڑی ہے کہ وہ کس طرح اس صورت حال کا مقابلہ کرتے ہیں تاکہ ملک کو گرداب سے نکالا جائے اور جمہوریت اور قومی مفادات کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ یہ ایسا وقت ہے جب ہماری قومی قیادت کی حب الوطنی اور ان کی سیاسی بصیرت و اہلیت کا بھی امتحان ہوگا کہ موجودہ چیلنجز اور مواقع سے بھرپور حالات میں وہ کتنی بالغ نظری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

حکمران جماعت اس وقت دفاعی پوزیشن میں ہے۔ عدلیہ سے مخاصمت' کرپشن' زوال پذیر اقتصادی حالت' بڑھتا ہوا آئی ایم ایف کی شرائط کا بوجھ' مالی خسارے میں روز افزوں اضافے اور افغانستان کے خلاف امریکہ کی جنگ جیسے مسائل پر قابو پانے کیلئے حکومت اپنے اتحادیوں کے تحفظات پر غور کرنے اور ان کی بات سننے پر مجبور ہو چکی ہے۔ اگر حکمران جماعت کو اس کڑے وقت کی نزاکت کا بخوبی احساس ہے تو اسے اپنے اور قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر مثبت اقدامات اٹھانا ہوں گے۔

اگر وسط مدتی انتخابات منعقد ہوتے ہیں تو مسلم لیگ (ن) کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہیں کیونکہ امریکہ ان کی قیادت کو پسند نہیں کرتا۔ مثلاً ۲۰۰۸ء کے انتخابات کے موقع پر سی آئی اے کے پیسوں سے چلنے والے امریکی اخبار واشنگٹن ٹائمز میں شائع ہونے والا یہ تبصرہ بڑا اہم ہے۔ ''امریکہ میں موجود پاکستان میں جمہوریت کا خواہاں طبقہ اس وقت کو یاد کر کے روئے گا جب انہوں نے جنرل مشرف کو ملک میں جمہوریت بحال کرنے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ جیسی جمہوریت اب قائم ہو چکی ہے وہ امریکہ کے دیرینہ مخالفین کا خطرناک اتحاد ہے۔ کیونکہ امریکہ سے نفرت کرنے والے اتحاد کے نئے سربراہ مسلم لیگ (ن) کے قائد نواز شریف ہیں۔ اس صورت حال نے کیانی' جنہیں پرویز مشرف نے آرمی کا سربراہ بنایا ہے' کو تذبذب کی کیفیت میں مبتلا کر دیا ہے۔'' اب صورت حال یہ ہے کہ فوج کسی بھی پارٹی کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالنے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی عدلیہ ایک اور ''نظریہ ضرورت'' ایجاد کرنے کے موڈ میں ہے۔ اختلافات کے سبب مسلم لیگ (ن) ایم کیو ایم اور مسلم لیگ (ق) سے اتحاد کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ اس طرح اب ان کے پاس صرف ایک ہی آسان راستہ ہے کہ ملک میں بہترین حکمرانی کے قیام کیلئے حکومتی پارٹی کے ساتھ

تعاون قائم رکھیں۔ ق لیگ بھی وسط مدتی انتخابات کی حمایت نہیں کرے گی کیونکہ اب انہیں ''پرویز مشرف'' کی مدد حاصل نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ پارلیمنٹ میں اس قدر نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اور اب اگر الیکشن ہوئے تو وہ اس کا چوتھائی بھی جیتنے کے قابل نہیں ہوسکیں گے۔ لہٰذا ان کی اپنی بقا اور ملک کے مفاد میں یہی مناسب ہے کہ وہ حکومتی پارٹی سے تعاون کریں تاکہ ملک میں بہتر انداز حکمرانی کے ذریعے عوام کے دکھوں کا مداوا ممکن ہوسکے۔

ایم کیو ایم اپنی مشکلات کو بہتر سمجھتی ہے جن کی وجہ سے وہ حزب اختلاف میں بیٹھنے پر مجبور ہوئے۔ ممکن ہے اس کی وجہ چین کے وزیر اعظم کے حالیہ دورہ پاکستان کے موقع پر پیش آنے والے واقعات ہوں جو ایم کیو ایم کو حکومت کمزور کرنے پر اکسانے کا موجب بنے ہوں۔ یقیناً یہ 'محب وطن جرنیلوں' کو مداخلت پر آمادہ کرنے کیلئے پیغام نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ایم کیو ایم کے مختلف دھڑوں کے مابین اندرونی اختلافات ہوسکتے ہیں۔ ایم کیو ایم کو عوامی نیشنل پارٹی' اہل سنت والجماعت اور پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے مخالفت کا سامنا ہے جس کی وجہ سے یہ وقت ان کیلئے خاصا آزمائش کا دور ہے لہٰذا ان کیلئے بہتر یہی ہے کہ اگر وہ مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) کے ساتھ تعلقات بہتر نہیں بنا سکتے تو حکومت کیساتھ تعاون جاری رکھیں۔ اسی مصلحت کے تحت آج وزیر اعظم کے ایم کیو ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو کے دورے کے بعد ایم کیو ایم نے حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے جس سے قومی سیاست نے ایک بار پھر نئی کروٹ لی ہے۔ اس تبدیلی کے بعد شاید حکومت پھر اپنی پرانی روش پر چل پڑے اور بہتری کے امکانات مفقود ہوجائیں۔

عوامی نیشنل پارٹی نے حکومت کے ساتھ تعاون جاری رکھنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ اس سے ان کے اپنے مفادات وابستہ ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمٰن کی حکومت سے علیحدگی قابل فہم ہے لیکن انہیں چاہیئے کہ ملک میں جمہوریت کے استحکام اور عظیم تر قومی مفادات کے پیش نظر ایسا فیصلہ کریں جس سے ثابت ہو کہ ہماری سیاسی قیادت ہر قسم کے چیلنجز سے نمٹنے کی پوری اہلیت رکھتی ہے۔

افغانستان پر غیر ملکی افواج کا قبضہ اور وہاں پر گذشتہ تیس سالوں سے جاری خونی جنگ 'تمام برائیوں کی جڑ' (Mother of all evils) ہے۔ اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کی قومی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہیں خصوصاً ۲۰۰۱ء میں افغانستان کے خلاف شروع ہونے والی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر ہم نے افغانیوں سے تعلقات بگاڑ لئے ہیں۔ اب امریکہ اور اس کے اتحادی ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے نکلنے کی سعی کررہے ہیں۔ ان کی یہ شرمناک پسپائی ایک مہذب قوم کے وقار کے منافی ہے اور اس کے باوجود وہ اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے، اور اب سازش کے تحت افغانستان کو تقسیم کرکے وہاں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس نازک موقع پر قریبی پڑوسی ملک ہونے کے ناطے ہمیں چاہیئے کہ ماضی کی غلط حکمت عملیوں کے سبب اٹھائے جانے والے نقصان کی تلافی کرتے ہوئے افغانستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کریں۔ افغانستان میں مستقبل قریب میں قائم ہونے والی حکومت یقیناً طالبان کی ہوگی کیونکہ وہی ایسی طاقت ہیں جو وہاں قیام امن یقینی بنا سکتے ہیں۔ یہ وہ سخت اقدامات ہیں جو پاکستان کی

سیاسی قیادت کو اٹھانے ہیں جنہیں حالات کی نزاکت نے متحد ہونے پر مجبور کر دیا ہے تاکہ ایسا تاریخی کردار ادا کر سکیں جو موجودہ حالت کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔ عدلیہ کی آزادی اور آئین کی حکمرانی ایک جمہوری معاشرے میں عدل وانصاف کی فراہمی کی بنیادی شرط ہوتی ہے۔نظام کی تبدیلی کے دعووں کے برعکس قانون کی عملداری میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے منفی ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں۔لہذا ملک کی تمام سیاسی قیادت کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ آئین کی حکمرانی اور نظام عدل کے قیام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی ان تمام منفی طاقتوں کے عزائم کو ناکام بنانے کیلئے مثبت کردار ادا کریں۔ کرپشن ہماری مخصوص شناخت بن چکی ہے جو ہمارے معاشرتی نظام کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے۔سیاسی قیادت کو چاہیئے کہ بدعنوان عناصر کی سرپرستی کے بجائے بدعنوانی کی وجوہات کی نشاندہی کرتے ہوئے اس سے آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ''مچھلی ہمیشہ سر کی جانب سے سڑنا شروع ہوتی ہے۔'' مالی خسارے اور آئی ایم ایف کی شرائط نے عام آدمی کی حالت انتہائی قابل رحم بنادی ہے۔ہمیں اپنی ڈوبتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کیلئے چند سخت فیصلے کرنا ہوں گے۔اس کیلئے آئندہ انتخابات تک انتظار کرنا اور اقتصادی حالت سنوارنے کیلئے پارٹی منشور میں بلند وبانگ دعوے کرنے کی روایت اب ختم ہو جانی چاہیئے کیونکہ جو بھی کرنا ہے وہ ابھی کرنا ہے۔

ہمارا ملک پہلے ہی گوناں گوں مسائل سے دوچار ہے اس میں قابل تعظیم ہستیوں کی شان میں گستاخانہ اور بے ادبانہ کلمات ادا کرنے' سیکولرزم اور مذہبی اقدار کے حوالے سے مزید مسائل ابھارنے سے گریز کیا جانا چاہیئے۔گورنر پنجاب کے قتل کا سبب اسی قسم کی لابیاں ہیں جو مسائل کو پارلیمنٹ سے باہر حل کرنا چاہتی ہیں حالانکہ پارلیمنٹ ہی وہ مخصوص فورم ہے جہاں اس قسم کے مسائل کو بحث وتمحیث کے ذریعے حل کیا جانا چاہیئے۔

ماضی میں جس طرح سے حکومتیں تبدیل کی جاتی رہی ہیں اب ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ پاکستان آرمی اور حکومت سے ناراض سیاسی جماعتیں امریکہ کی گرفت سے آزاد ہو چکی ہیں اور اب ان کے اشاروں پر چلنے کو تیار نہیں ہیں۔ملک میں عدلیہ اپنی آزاد حیثیت تسلیم کرا چکی ہے۔ہماری قومی سلامتی کو درپیش اس قسم کے کڑے حالات میں اپنا صحیح کردار ادا کرنے کیلئے ہماری سیاسی قیادت کو اس سے بہتر وقت نصیب نہ ہوگا اور نہ اس سے بہتر مواقع سے بھرپور لمحات میسر آسکیں گے کہ وہ آگے بڑھ کر حالات کو سنبھالا دیں اور عوام کی توقعات کے مطابق نظام کی تبدیلی کیلئے عملی جدوجہد کا آغاز کریں۔معروف دانشور جان لوک نے خوب کہا ہے کہ ''حقیقت یہ ہے کہ کسی بھٹکے ہوئے آدمی کو اس کی غلطیوں کا احساس دلایا جائے جبکہ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اسے حق کے راستے پر لگایا جائے۔''

نوٹ: ایم کیو ایم کے حکومت میں دوبارہ شمولیت کے فیصلے کے نتیجے میں سیاسی حالات ایسی تیزی سے تبدیل ہوئے ہیں کہ یہ مضمون بے محل نظر آتا ہے لیکن جن نکات کو واضح کیا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور قابل توجہ بھی ہیں اس لئے کہ ذہن اور سوچ کی تبدیلی ایک بہتر جمہوری نظام کیلئے ضروری ہے۔

حافظ محمد طاہر محمود اشرفی
کالم نگار روزنامہ ''جناح''

طالبان اور ملا عمر کے بغیر افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا

قارئین سخت جان تو ایک سال سے لکھ رہا ہے کہ معاملات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ امریکی ملا عمر قدموں میں بیٹھ کر اپنی عزت بچانے کی کوشش کر رہے ہیں' افغانستان کے مرد قلندر نے عالمی قوتوں کو افغانستان میں رسوا کر کے رکھ دیا ہے اب یہ عالمی قوتیں افغانستان سے نکلنے کے لئے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہیں مگر اس فرار کو شکست کا نام نہیں دینا چاہتیں بلکہ اس کی ذمہ داری پاکستان پر ڈالنا چاہتی ہیں۔ ایک طرف اس طرح کی کوششیں جاری ہیں دوسری طرف افغان امن مشن کے نام پر ایک پندرہ رکنی وفد سابق افغان صدر برہان الدین ربانی کی قیادت میں پاکستان آیا ہوا ہے۔ یہ وفد یہ دعویٰ بھی رکھتا ہے کہ اس کو اقوام متحدہ کی حمایت حاصل ہے' پروفیسر برہان الدین سے میرا محبت اور احترام کا رشتہ ہے' دنیا کے کئی ممالک کے اسفار میں پروفیسر ربانی کا ہمسفر رہا ہوں۔ اس محبت میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ سنجیدہ رویہ رکھنے والے رہنما ہیں۔ ۶ رجنوری کو پروفیسر ربانی نے جنرل کیانی سے ملاقات کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فرزند مولانا سمیع الحق سے ایک تفصیلی ملاقات کی اس ملاقات میں ان کے وفد کے اراکین جن میں حاجی دین محمد' مولانا ارسلان خان رحمانی' قاضی محمد امین وقاد اور دیگر حضرات تھے' نے مولانا سمیع الحق کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ سخت جان کی اطلاعات کے مطابق مولانا سمیع الحق اور پروفیسر ربانی کے درمیان ملاقات میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے لے کر مولانا یونس خالص تک کا ذکر آیا۔ اس ملاقات میں مجاہدین کی آپس کی لڑائیوں کا بھی ذکر ہوا مگر پروفیسر ربانی نے جس سنجیدگی سے مفاہمتی اور مصالحتی کوششوں کا ذکر کیا اس سے کچھ امید تو کی جاسکتی ہے مگر اصل بات تو وہی ہے جو مولانا سمیع الحق نے کہی اور سخت جان ایک طویل عرصہ سے لکھ رہا ہے کہ ملا عمر کے بغیر کسی قسم کے مذاکرات ممکن نہیں ہیں' مولانا سمیع الحق کا موقف یہ تھا کہ اصل کردار تو اس سارے معاملے میں ملا عمر اور امریکہ کا ہے' ہمارا کردار مصالحتی ہوسکتا ہے۔ جب تک ملا عمر کے نامزد اراکین کو آزادی کے ساتھ مذاکرات میں شریک نہیں کیا جاتا اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوسکتے۔ امن قائم نہیں ہوسکتا' یہ مصالحتی وفد پہلے امریکیوں سے اقوام متحدہ سے بات کرے اور ملا عمر سمیت ان کے وہ تمام ساتھی جو مذاکرات کا حصہ ہوسکتے ہیں' ان کو مکمل ضمانت مہیا کی جائے کہ ان کے مذاکرات کے عمل میں شریک ہونے کے بعد ان کا تحفظ کیا جائے گا۔ اصل قوت تو ملا عمر ہیں' وہ جو بات کریں گے اس پر سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ امن وفد کے سربراہ سمیت تمام اراکین نے فرزند دارالعلوم حقانیہ پر جس اعتماد کا اظہار کیا وہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ساتھ عقیدت اور محبت کرنے والوں کو اللہ کریم نے ایک بار پھر فتح سے نوازا ہے' اب مولانا سمیع الحق پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف افغانستان میں امن کی بات کریں بلکہ پاکستان کے قبائل میں بھی امن کے سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملا عمر سے لے کر افغانستان میں طالبان اور مجاہدین کے تمام گروپ مولانا سمیع الحق پر اعتماد کے لئے تیار ہوں گے' ممکن ہے کہ القاعدہ اور طالبان کے درمیان معاملات میں بھی مولانا سمیع الحق اپنا کردار ادا کرسکیں مگر یہ بات مدنظر رہنی چاہیے کہ اگر پاکستان کے علاقوں میں ڈرون حملے جاری رہیں گے' بے گناہ انسانوں کا خون بہتا رہے گا' تو پھر نہ افغانستان میں دیرپا قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی پاکستان میں۔ جہاں تک مغربی ذرائع ابلاغ کا یہ سوال ہے کہ پروفیسر ربانی دارالعلوم حقانیہ کیوں نہیں گئے تو یہ سوال مولانا سمیع الحق سے زیادہ پروفیسر ربانی اور ان کے ساتھیوں سے پوچھنے کا ہے کہ جو دارالعلوم حقانیہ آپ کا مسکن تھا اس کے دروازے آخر آج آپ کے لئے کیوں بند ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''جناح'' ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء)

جناب مزمل کریم فلاحی *

مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کا تسلسل
اہل مغرب کے بعض نفرت انگیز واقعات

ان دنوں اہل مغرب مسلمانوں کو نشانہ بنانے میں مصروف ہیں دنیا کے کسی گوشہ میں کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے فوراً اس کا الزام مسلمانوں پر لگا دیتے ہیں۔ اگر واقعتہ اس کے ذمہ دار مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کے سر الزام منڈھ دیا جاتا ہے اور عوام کو اس کے خلاف اکسایا جاتا ہے، چنانچہ دہشت گردی، تشدد کے نعرے، گوانتاناموبے جیسے قید خانوں کا قیام اور معصوم اور بے گناہ انسانوں کو گرفتار کر کے ان میں قید کرنا یہ سب مسلمانوں کے خلاف اسی مہلک اور مذموم سوچ کا مظہر ہیں۔

پورے عالم اسلام کے خلاف اور خاص طور سے باحجاب عورتوں کے خلاف اس کی دشمنی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے چنانچہ اسی کے نتیجہ میں گزشتہ سال کے آخر میں جرمنی کی راجدھانی برلن میں ایک عدالت کے احاطہ میں مقدمہ کے دوران ایک باحجاب مسلمان خاتون کے قتل کا واقعہ پیش آیا، پھر دوسرا واقعہ امریکی ریاست جارجیا میں اعلیٰ تعلیم کی ایک مصری نژاد طالبہ سلمیٰ شلبایہ کے ساتھ پیش آیا اس نے بیان کیا کہ وہ امریکن یونیورسٹی میں انسٹی ٹیوٹ آف مڈل اسٹڈیز میں معلمہ تھی جہاں سے اسے نکال دیا گیا ہے۔ ہوا یہ کہ اسی یونیورسٹی کی ایک معلمہ نے اس کے حجاب پہننے کی وجہ سے اس کا مذاق اڑایا اس کے ساتھ تفریق کا مظاہرہ کیا اور اسے ''بری چوہے'' سے تشبیہ دی اور متعدد بار اس سے سوال کیا کہ کیا اس نے اپنے نقاب کے اندر بم تو نہیں چھپا رکھا ہے؟ اس نے یونیورسٹی انتظامیہ سے اس کی شکایت کی انتظامیہ کی جانب سے اس کی شکایت پر توجہ دی گئی اور اس معلمہ نے ای میل کے ذریعہ اس سے معافی مانگ لی اس کے باوجود اس کی مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا کیونکہ کچھ دنوں کے بعد یونیورسٹی نے نوکری سے نکال دیا کہ وہ ڈاکٹریٹ کی طالبہ ہونے کے ساتھ اس منصب کی اہل نہیں ہے کیونکہ ایک ہی وقت میں وہ یہ دونوں کام نہیں کر سکتی حالانکہ ایسا کوئی ضابطہ تحریری

---

* ریسرچ اسکالر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ، انڈیا

صورت میں موجود نہیں۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ امریکی ریاست کیلی فورنیا میں ایک مسجد کے امام کو پراسرار طور پر قتل کر دیا گیا یہ ایک ایسا حادثہ تھا جس پر مسلمانوں کی بڑی تعداد نے اس گھناؤنے جرم کی تحقیق کا مطالبہ کیا امام صاحب کے اہل خاندان نے بتلایا کہ وہ کیلی فورنیا کے ایک شہر یرموکی ایک مسجد میں امام تھے سنیچر کی شام وہ ایک پرانے گھر میں جہاں ان کا خاندان رہتا تھا گئے وہاں دیوار پر کچھ قابل نفرت عبارتیں لکھ دی گئی تھیں جنھیں وہ مٹانا چاہتے تھے اس کے بعد وہ واپس نہیں لوٹے کیوں کہ گھر میں آگ لگ گئی تھی جس کے بعد انھیں مردہ پایا گیا دیواروں پر جو عبارتیں لکھی ہوئی تھیں وہ کچھ اس طرح تھیں ''اے عربی تجھ پر لعنت ہو، اے عربی تو اپنے وطن بھاگ جا'' عبارتوں کے نیچے کلوکس کلان نامی تنظیم کے دستخط تھے جو کہ نسل پرست سفید فام لوگوں کی تنظیم ہے اور وہیں امریکی پرچم اور نازیوں کی صلیب کے نشان بنے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کے خلاف مسلسل نفرتوں کا ایک مظہر ماضی قریب میں پیش آنے والا وہ واقعہ ہے جس میں ۱۲۹ مسلمان شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے جب کیمونسٹ چینی حکومت کے ذریعہ مشرقی ترکستان میں احتجاجی مظاہروں کو کچلنے کی کوشش کی گئی۔ یہ وحشیانہ کاروائی ایغور مسلم اقلیتوں کے خلاف تھی جو مغربی چین میں رہتی ہے واضح رہے کہ ایغوران مسلم اقلیت کا علاقہ ہے جس کا اصل وطن وہی مشرقی ترکستان ہے اور جسے ۱۹۵۵ء میں ظاہری طور سے آزادی حاصل ہو گئی تھی لیکن چین نے ان مسلمانوں کو الگ تھلگ کر رکھا ہے اور ان پر مذہبی مراسم کی ادائیگی کے سلسلے میں پابندی عائد کر رکھی ہے۔

ان سب کے باوجود مسلمان انتہائی درگزر کرنے والے ہیں اس لئے کہ ان کا دین عفو و درگزر، باہمی میل جول ور تمام نوع انسانی کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کی دعوت دیتا ہے، کیونکہ یہ دین ہدایت، نور اور سلامتی کا حامل ہے، لیکن پھر بھی ان کے ساتھ کھلواڑ جاری ہے، اس کا بنیادی سبب ان کا ضعف واضمحلال ہے اگر ان کے اندر بیداری اور حرکت ہوتی تو یقیناً معاملے کا رخ کچھ دوسرا ہوتا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ ''قریب ہے کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح بھوکا کھانے پر ٹوٹ پڑتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی فرمایا نہیں، بلکہ تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حیثیت سمندر کے جھاگ کی طرح ہوگی اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا ہو جائے گا۔

لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ وہن کیا چیز ہے؟ فرمایا دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

(رواہ احمد بسند حسن)

اسی بنا پر مسلم دنیا میں ڈکٹیٹر شپ کو مضبوط کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ اصلاح کے راستے کو بند کرنے اور ان کے

تشخص سے دور کرنے کا ذریعہ ہے جو امت کی توانائی کا منبع ہے۔

وہ تحقیقات جو مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں اور تحقیقی اور اسٹریٹجک اداروں میں عرب ممالک میں جمہوریت کے مستقبل کے متعلق ہوئی ہیں اکثر یہ ثابت کرتی ہیں کہ اگر عرب ممالک نے مغربی طرز کی جمہوریت یعنی انتخابات کو اپنایا تو دینی رجحان رکھنے والے انتہا پسند اقتدار پر قابض ہو جائینگے جیسا کہ اسی ۸۰ کی دہائی کے اواخر میں الجزائر میں اور حال ہی میں فلسطین میں حماس کی کامیابی کے بعد ہوا اسی طرح بعض دوسرے عرب ممالک، جیسے مصر میں اخوان المسلمون مصری سیاست میں اہم قوت کے طور پر ابھر رہی ہے اس چیز نے مغرب کی نیند اڑا دی ہے اور اس پر گھبراہٹ طاری کر دیا ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ طریقہ اسلام پسندوں کی کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوگا چنانچہ اسی وقت سے مغربی مصنفین اور تجزیہ نگار یہ نصیحت کرنے لگے ہیں کہ عربوں کو اسی ڈکٹیٹر شپ کی حالت میں رہنے دیا جائے اور وہاں جاری نظاموں کو مضبوط کیا جائے جس سے کہ وہاں کے لوگ دوسرے ممالک میں ہجرت نہ کریں اور اوپن مارکیٹ کے ذریعہ مغربی مصنوعات کو ان ملکوں میں بھیجا جائے اور خوب صارفیت عام کی جائے۔

مغرب خوب جانتا ہے کہ عرب ممالک کی ڈکٹیٹر شپ اپنے اقتدار کی حفاظت کے لئے مغربی ممالک کے ساتھ مضبوط تعلق استوار کرے گی جس کے نتیجہ میں مشرقی ایشیا کے ساتھ انرجی کے میدان میں اقتصادی ترقی کا راستہ کھلے گا جس کی ان کو سخت ضرورت ہے یہ اقتصادی تعامل امریکی انتظامیہ اور مغربی ممالک کی اجازت اور مرضی کے مطابق ہی کام کرے گا چنانچہ حال ہی میں امریکہ نے پٹرول برآمد کرنے والی ممالک کی تنظیم کی کارکردگی کی نگرانی کے لئے علیحدہ ایک ادارہ قائم کیا ہے اور حال ہی اس نے پٹرول برآمد کرنے والی ممالک کی تنظیم کی کارکردگی اور قیمت میں زیادتی سے متعلق تحقیق کی۔

افسوس کہ ان سب باتوں کے باوجود عرب ممالک دوست اور دشمن کے درمیان فرق نہیں کرتے اور مسلمانوں کی طرف بڑھتے ہوئے اس خوفناک جارحیت کو روکنے کے لئے اور مسلمانوں کے تشخص ان کے مقدسات، ان کے وطن اور ان پر ہونے والے مظالم کو ختم کرنے کے لئے ان کے اندر کوئی حرکت نہیں پائی جاتی، اب مغربی حماقت یہانتک پہونچ گئی ہے کہ اس کو برداشت کرنا ممکن نہیں چہ جائے کہ اس رویہ کو اختیار کرنے والے ممالک سے دوستی کی جائے اور ان سے تعلق رکھا جائے۔

جناب شفیق الاسلام فاروقی

انٹرویو: رابرٹ فسک

گوانتاناموکی بدنامِ زمانہ امریکی اذیت گاہ میں "چینل الجزیرہ" کے ایک بے گناہ صحافی کی اذیت ناک سرگزشت

یہ انٹرویو رابرٹ فسک نے ۸ راکتوبر ۲۰۰۸ء کے روز معروف ٹی وی چینل "الجزیرہ" کے صحافی سمیع الحق (انٹرویو میں صحافی کا نام سمیع الح لکھا ہے جو کہ غلط معلوم ہوتا ہے) سے ناروے کے ایک قصبہ "للی ہیمر" Lille Hammer کے ایک ہوٹل میں لیا۔ جس کو امریکی حکومت کے کارندوں نے تمام تر شرمناک اذیتیں پہنچانے اور اپنے شیشہ میں اتارنے کے لئے تمام ترغیب وتحریص کے باوجود ماسوائے موت سے ہمکنار کرنے کے تمام حربے پورے چھ سال آزمائے لیکن ناکام رہے، تاہم یہ اذیت ناک داستان اس دنیا میں گنتی کے چند افراد کے لئے بے حد حوصلہ افزا ہے جبکہ اکثریت کہیں ذاتی مفادات کی خاطر، کہیں بزدلی سے، کہیں مایوس کن حالات کی وجہ سے اور کہیں دین وسیاست کو علیحدہ دیکھنے کی وجہ سے کوئی بڑا انقلاب لانے کے لئے تیار نہیں۔ پھر اس داستان کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اس صحافی نے خود نہ اس ابتلا کو دعوت دی اور نہ اسے اس کا علم تھا، لیکن جب زندہ ضمیر اور حق وباطل کی جنگ میں اسے ایک امتحان میں ڈالا گیا کہ حق کا ساتھ دے جس میں ابتلاء ہی ابتلا اور ایک سے دوسری بڑھ کر ابتلا ہے یا باطل کا ساتھ دے جس میں ہر طرح کا سامان عیش اور عشرت ہے، تو ضمیر نے پہلا راستہ اختیار کرنے کی آواز دی اور چھ سالہ اذیت ناک داستان ان الفاظ میں ہے کہ الجزیرہ ٹی وی چینل کا یہ صحافی قریباً چھ سال بدنام زمانہ گوانتاناموا ذیت گاہ میں گزارنے کے بعد جو ایک انتہائی اذیت ناک خواب تھا، اب ایک فولادی بیساکھی کے سہارے بہ مشکل چل سکتا ہے، اب دوسروں کی نظر میں باعث فخر وعزت اور اذیت دینے والوں کے لئے باعث شرم ہے۔

چھ سال گوانتاناموکے اذیت خانوں میں رکھنے اور شرمناک اذیتیں دینے کے بعد جب امریکیوں نے اسے رہا کیا تو انہیں نے رہا کرتے وقت کہا کہ انہوں نے اس پر جو ظلم وزیادتیاں کیں، اس کی جو توہین وبے عزتی کی اور اس سے تفتیش کے دوران جو رویہ اختیار کیا، اس کا انہیں افسوس ہے، امریکی، برطانوی اور کینیڈین تینوں افسران شامل تھے۔

سمیع الحق جو "الجزیرہ" ٹی وی چینل کا ایک کیمرہ مین صحافی تھا، اور اب اس کی عمر اڑتیس سال ہے، امریکی انتظامیہ نے اس کے خلاف کسی جرم کا الزام لگایا، اور نہ ہی کسی عدالت میں اس کے خلاف کوئی مقدمہ چلایا، البتہ اس کے بارے میں ریکارڈ یہ ثابت کرتا ہے کہ ساڑھے چھ سال کے عرصہ میں اسے تین مختلف عقوبت خانوں میں منتقل کیا گیا، بار

بار جبر و تشدد اور مار پیٹ کی گئی۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ کوئی ''مشتبہ'' دہشت گرد تھا' بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے امریکی جاسوس بننے سے انکار کر دیا۔ یہ عمل اس وقت شروع ہوا جب امریکہ نے ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ کے بعد افغانستان پر خوفناک بمباریوں کے بعد بطور فاتح کابل' قندھار شہروں میں اپنی فوجیں اُتار دیں۔ تو سمیع الحق بطور ''الجزیرہ'' ٹی وی چینل کیمرہ مین صحافی قندھار میں تھا' چنانچہ پہلے ہی روز گرفتار کر کے جیسا کہ وہ جانتے تھے کہ وہ ایک صحافی اور بے گناہ ہے' قندھار سے گوانتاناموکی پرواز تک امریکی افسروں کا صرف یہی ایک مطالبہ تھا کہ وہ بطور ایک جاسوس امریکہ کے لئے کام کرے۔ چنانچہ جہاں وہ بہ ظلم و جبر سے اس کام کے لئے مجبور کرتے تھے' اس کیساتھ اس کے بے گناہ ہونے کے اعتراف کیساتھ یہ احسان جتاتے تھے کہ اس کا ایک جاسوس کے طور پر کام کرنا ان کیلئے بڑا ''اثاثہ'' ہوگا' جوان کے الفاظ سے ظاہر ہے: ''ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بے گناہ ہو اور گرفتار کر کے غلط کام کیا ہے، لیکن ہم تم سے صرف ہمارے لئے جاسوسی کا کام چاہتے ہیں''

میرے منہ میں جاسوسی کا کام انجام دینے کے لئے کوئی دو مرتبہ انہوں نے مجھے آزمائش میں ڈالا کہ:

''تم کو امریکی شہریت دی جائے گی، تمہاری بیوی اور بیٹا تمہارے ساتھ ہوں گے، ہم تمہاری اور ان کی حفاظت کریں گے اور ہر طرح کے سامانِ عیش و عشرت دیں گے......وغیرہ وغیرہ''

جس پر میں نے ان کو جواب دیا: ''یہ میں کسی صورت میں بھی نہ کر سکوں گا کہ میں ایک صحافی ہوں اور بطور صحافی اپنے فرائض انجام دے رہا ہوں، میں زخمی بھی ہو سکتا ہوں، موت بھی مجھے آسکتی ہے اور زندہ بھی بچ سکتا ہوں، بہرحال اگر تم لوگوں کے ساتھ کام کروں گا تو القاعدہ کے افراد مجھے ہلاک کر سکتے ہیں اور اگر تمہارے لئے کام نہ کروں تو تم بھی مجھے ہلاک کر سکتے ہو، دونوں صورتوں میں میرے لئے موت ہے، لیکن تمہاری پیشکش مجھے قبول نہیں۔''

سراج الحق کی اس سرگزشت کا آغاز ۱۵ر دسمبر ۲۰۰۱ء سے شروع ہوا جب ایک دوسرے ساتھی صدر الحق کے ساتھ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے افغانستان میں قندھار کے لئے روانہ ہوا، صدر الحق افغانستان کی امریکہ کی سرپرستی میں نئی افغان عارضی حکومت کی خبریں کسی عرب ٹی وی سٹیلائیٹ چینل مہیا کرنے پر مامور تھا۔ کوئی ستر دیگر صحافی پاکستان سے براستہ چمن افغانستان جا رہے تھے، کہ ایک امریکی آفیسر نے اسے چمن میں روک لیا اور کہا:

''پاکستانی انٹیلی جنس سروس نے اس کی گرفتاری کے کاغذات بھیجے ہیں''

لیکن کاغذات میں میرے نام کے ہجے غلط ہونے کیساتھ میرے پاسپورٹ کا نمبر بھی غلط تھا۔ کاغذات میں میرا سال پیدائش ۱۹۶۴ تھا جب کہ میرا اصل سال پیدائش ۱۹۶۹ء ہے۔ میں نے اس آفیسر سے کہا کہ اسلام آباد میں میں نے اپنے ویزے کی تجدید کروائی ہے، اگر مجھے گرفتار ہی کرنا تھا تو اسلام آباد میں کیوں گرفتار نہیں کیا گیا؟''

سراج الحق کے اندازِ گفتگو میں بڑی آہستگی اور احتیاط ہے اور اپنی اور دیگر افراد کی اذیت ناک زندگیوں کی

تفصیلات یکساں طور پر اہم ہیں۔ ابھی بھی اس کو یقین نہیں آتا کہ وہ آزاد زندگی کا مالک ہے اور ناروے میں کسی کانفرنس سے مخاطب ہوا اور پھر ایک بار الجزیرہ چینل میں دوبارہ بطور ایک ''نیوز پروڈیوسر'' کام کرنے کا موقع ملے اور اپنی الجزائری اہلیہ اسماء اور اپنے آٹھ سالہ فرزند محمد کیساتھ دوبارہ فیملی لائف گزارے کہ جب سراج الحق کو اسکے ظالم امریکی آقاؤں نے اسے پراسرار طریقہ سے گوانتاناموکے اذیت ناک جزیرہ میں اذیت ناک زندگی گزارنے کیلئے غائب کیا تھا تو اس کے بچے کی عمر صرف چودہ ماہ تھی۔

سراج الحق کی سرگزشت ان دیگر امریکی قیدیوں کی طرح کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، جن کو اولاً پاکستان سے افغانستان کے ہوائی اڈوں میں لایا گیا اور بعد ازاں ان کو گوانتاناموں منتقل کیا گیا۔ جب ہوائی سفر کیلئے ایک بار پھر اسلام آباد پرواز کی، جو کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کی پرواز کی تھی، جہاں سے دیگر قیدیوں کو جمع کر کے اسلام آباد سے افغانستان میں امریکی ہوائی اڈہ ''بگرام'' اتارا گیا۔

یہاں ہم صبح صادق کے وقت پہنچے اور پاؤں میں آہنی بیڑیاں ڈال دیں اور جہاز سے باہر دھکیل کر اتار دیا گیا اور پاؤں سے ایک ٹھوکر جسم پر ماری اور ایسی جگہ لایا، جہاں تارکول بچھایا ہوا تھا۔ یہاں میں نے لوگوں کے چیخنے چلانے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ جس انداز سے ان ظالموں نے مجھے جہاز سے باہر پھینک کر اتارا میری دائیں ٹانگ کو سخت چوٹ آئی اور میں ایسے محسوس کرر ہا تھا جیسے میرے اعضا چور چور ہو رہے ہیں۔ اسکے بعد میں جب زمین پر گر پڑا تو مجھے ان ظالموں نے پیٹ کے بل لٹا کر میری پیٹھ پر کودنا شروع کیا۔ پہلے انہوں نے میری پشت پر کودنا شروع کیا، پھر جب میں نے اپنی ٹانگ کی طرف دیکھنا شروع کیا اس پر انہوں نے میری ٹانگ پر ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں اور ایک امریکی سولجر نے چلا کر مجھے کہا: ''تم امریکیوں سے لڑنے آئے ہو'' انہوں نے مجھے میرا قیدی نمبر دیا۔ جو قیدی نمبر 35 تھا اور کسی نام کی بجائے مجھے اس نمبر سے ہی مخاطب کیا جانے لگا۔ جس پہلے امریکی سولجر نے چیخ کر مجھے مخاطب کیا اس نے کہا کہ ''تم نے بن لادن کی فلم بنائی ہے۔'' اس پر میں نے کہا کہ ''میں ایک صحافی ہوں اور میں نے بن لادن کی فلم نہیں بنائی ہے پھر میں نے دوبارہ اسے اپنا نام، اپنی صحیح عمر اور قومیت بتائی''

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ مجھے اسلام آباد سے بگرام امریکی ہوائی اڈے کے اذیت خانے میں منتقل کیا گیا، یہاں سولہ دن کے بعد ایک اور فضائی پرواز سے قندہار امریکی ہوائی اڈے لایا گیا۔ جہاں پہلے سے قیدیوں کی خاصی تعداد تھی، جہاں ہم سب کو زمین پر اوندھا لٹایا گیا اور انگریزی میں ''ماں بہن کی گالیوں'' کیساتھ ہماری پیٹھوں پر ناچنا کودنا شروع کیا۔ میں نے ان سے سوال کیا، کہ ''تم ایسا کیوں کرر ہے ہو'' لیکن سنی ان سنی کئے بغیر ایک سولجر مجھے ایک ٹینٹ میں لے آیا، مجھ پر کوڑے برسائے اور میری داڑھی اور بالوں کو بری طرح نوچا۔ اسکے بعد میری آنکھوں کے پپوٹوں کی تصویر اتاری (جس سے میری ہیبت ناک شکل دیکھی جاسکے) اسکے بعد ایک ڈاکٹر آیا اور میری پشت پر خون blood

دیکھ کر سوال کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ میں نے اسے جواب دیا کہ وہ خود خیال کرے کہ میرے ساتھ کیا بیت رہی ہے؟

اب ایک بار پھر مجھ سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ اب میں قیدی نمبر 448 تھا۔ لیکن جہاں ایک طرف میرے ساتھ یہ سلوک روا تھا وہاں مجھ سے یہ مذاق بھی جاری تھا کہ میں غلطی سے ایک قیدی ہوں۔ اس کے بعد سویلین کپڑوں میں جو غالباً ایک مصری تفتیشی افسر تھا، مجھ سے تفتیش کے لئے آیا، اور مجھ سے سوال کیا، کہ یہ ''قیدی'' جو یہاں ہیں، کون ان کا لیڈر رہے۔ احمد شاہ مسعود طالبان مخالف لیڈر کس نے قتل کیا ہے؟ جس پر میں نے اس سے کہا کہ ''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ میرا شعبہ ہے، ابھی اس سے بات جاری تھی کہ ایک امریکی سولجر درمیان میں آیا اور مجھ سے مخاطب ہوا۔'' ہم سے تعاون کرو اور تمہیں رہا کر دیا جائے۔'' جس کا بہ الفاظ دیگر یہ مطلب تھا کہ میں امریکہ کے لئے کام کروں۔ پھر اس کے ساتھ ایک اور شخص آیا، میرے خیال میں وہ کوئی برطانوی تھا، جس کی عمر 35 سال کے قریب ہوگی اور بڑی شگفتہ انگریزی زبان تھی، بغیر کسی ''ٹائی'' سویلین لباس میں تھا اور مجھے کھانے کو بڑی عمدہ چاکلیٹ کا پیکٹ دیا اور میں اتنا بھوکا تھا کہ دل چاہا اسے پیکٹ سمیت کھا جاؤں۔

اب 13 جون 2003ء کے روز اُسے ایک جیٹ ہوائی جہاز میں سوار کیا گیا اور نیا قیدی نمبر 345 دیا گیا۔ اور ایک بار پھر اس کا سر سیاہ ٹوپے سے ڈھانپ دیا گیا۔ ''ٹوپا'' اُڑھانے سے اسے زبردستی دو گولیاں نگلوائی گئیں اور آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی گئی اور بارہ تا چودہ گھنٹے کی پرواز کے بعد جہاز ''گوانتانا مو'' اُترا۔ جہاں ایک کشتی کے ذریعے اذیت ناک قید خانے لایا گیا۔ جہاں ایک محافظ کے ساتھ ایک طبی کلینک بھی تھا اور اب پھر وہی سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوگیا اور کہا کہ ''ہم نے تمہارے ابتدائی بیان اور جوابات کا جائزہ لیا ہے'' کہ ایک صاحب بول اٹھے'' غلطی سے تم یہاں لائے گئے ہو اور تمہیں رہا کر دیا جائے گا اور رہائی پانے والوں میں تم پہلے شخص ہو گے، انہوں نے مجھے اپنے بیٹے کی تصویر دی، جو انہوں نے میرے بیگ سے نکالی تھی، اس کے بعد انہوں نے پوچھا'' کچھ اور چاہیے؟'' میں نے جواباً کہا کہ'' مطالعہ کیلئے کوئی کتاب ہو دے دو'' ایک صاحب نے کہا کہ'' عربی میں الف لیلہ کا نسخہ ہے'' جس کی فوٹو کاپی کرا کر اس نے مجھے دے دی اور ساتھ ہی انٹرویو لینا شروع کر دیا اور کہا کہ'' تم قندھار میں برطانوی انٹیلی جنس افسر سے کیوں لمبی چوڑی باتیں کرتے رہے ہو؟'' میں نے کہا کہ'' مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کوئی برطانوی ہے'' جس پر انہوں نے کہا کہ'' وہ برطانوی ہی تھا''

گوانتانا مو آئے اب جیل میں دو ماہ گزر چلے تھے، دو ماہ بعد وہ برطانوی انٹیلی جنس افسر میرے پاس آئے جو مجھ سے یہ جاننا چاہتے تھے کہ کن کن افراد سے میرا میل جول ہے؟ جس پر میں نے ان کو جواب دیا کہ'' اس بارے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔'' اس کے بعد گوانتانا مو کے سینئر تفتیشی افسر سٹیفن روڈ ریگویز نے اپنا تفتیشی عمل شروع کیا جو حسب سابق مجھے اپنے شیشے میں اتارنا تھا۔

اس نے مجھ سے کہا کہ''جو خرابی واقع ہوگئی ہے، ہم چاہتے ہیں، وہ دور ہو۔ میں تمہیں اس پر غور کرنے کے لئے ایک موقع دیتا ہوں کہ تمہیں امریکی شہریت دی جاسکتی ہے تمہاری فیملی کو ہر طرح کی سہولتوں سے نوازا جاسکتا ہے اور رہائش کیلئے ایک بڑا اچھا ''ولا'' villa تمہارے بیٹے کی مفت تعلیم ہوگی اور تمہارا ایک بڑا بینک اکاؤنٹ ہوگا۔ وہ اپنے ساتھ کچھ عربی جرائد لایا تھا۔ جو اس نے مجھے مطالعہ کے لئے دیئے اور میں نے لے لئے۔ یہ گفتگو کوئی دس منٹ جاری رہی، اس دوران میں نے یہی محسوس کیا کہ اصولوں کی خاطر مجھے کتنی صعوبتیں برداشت کرنی ہوں گی۔ اس کے جانے کے بعد چند امریکی سولجر آئے اور مجھے اپنی جیل میں چھوڑ گئے۔ اور عربی جرائد مجھ سے لے کر چلتے بنے۔

2003ء کے موسم گرما میں سراج الحق سے ملنے کی لئے عجیب طرح کے لوگ آتے رہے، ایک مرتبہ کینیڈین انٹیلی جنس کے دو آفیسر آئے اور بے شمار تصاویر دکھا کر مجھ سے سوال کیا کہ میں ان میں سے کن کو جانتا ہوں؟'' میں نے جواباً کہا ''کسی کو نہیں'' دو صد سے زائد تفتیشی سوالات میں وہ بار بار قطر میں ''الجزیرہ'' چینل مالکان کے بارے میں پوچھتے رہے، ایک مجلس میں ایک امریکن نے اس سے کہا:

''جب تم یہاں سے رہائی پا جاؤ گے، القاعدہ والے تمہیں بھرتی کرلیں گے، ہم جاننا چاہتے ہیں کہ تم کس سے ملو گے، تم ایک تجزیہ نگار ہو سکتے ہو، مناسب ہوگا کہ تم ہمیں معلومات بہم پہنچاؤ، جس کی ہمیں تمہیں تربیت دے سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ القاعدہ اور الجزیرہ میں باہمی رابطہ ہے، تم بتاؤ کہ القاعدہ رالجزیرہ کی کیا تنخواہیں ہیں؟''

میں نے اسے جواب دیا کہ''اولاً تو بطور ایک دیانتدار صحافی یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس سے مجھے اپنی اور اپنی فیملی کی جانوں کا خطرہ ہے۔''

نوٹ: دوسرا جواب رابرٹ فسک کا اپنا وضع کردہ ہے کہ وہ ایک مغربی صحافی ہے کہ وہ سراج الحق کو اسلام کا شیدائی ہونے کی بجائے ''اصول پرست قرار دیتا ہے''

اسکے بعد بھی وقتاً فوقتاً تفتیشی سلسلہ جاری رہا، لیکن تفتیشی افسر خود کوئی مار پیٹ نہیں کرتا تھا، لیکن ''گارڈ'' جب بھی ان کے دل میں آتا تھا یہ کام کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا، جسے ہم نے ''نومبر بلاک'' کا نام دے رکھا تھا۔ یہ سلسلہ دو سال جاری رہا اور ہر طرح کی اذیت سے کام لیا گیا۔ میں دعا کرتا تھا کہ اے خدا' مجھے اس عذاب سے نجات دلا۔ لیکن یہ لوگ تھے کہ بلاوجہ اذیت دینے میں خوش ہوتے تھے اور تفتیشی عمل میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں سخت تنگ کردیتے تھے اولاً تو دس ماہ کوئی خط ڈیلور نہیں کیا گیا، بعدازاں جو خطوط دیئے گئے، اپنی مرضی کے خلاف بعض حروف مٹا دیئے جاتے حتیٰ کہ میرے بیٹے کے خطوط بھی نہ دیتے۔ البتہ راڈری گویز مجھ سے یہ بار بار مطالبہ کرتا رہا کہ میں امریکہ کیلئے کام کروں۔ ــــ تنگ آکر جنوری 2007 میں سراج الحق نے بھوک ہڑتال شروع کردی اور جیل حکام سے مطالبہ کیا: ''میں سول عدالتوں میں اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہوں۔ امریکی سپریم کورٹ میں بھی اسکی اجازت ہے، پھر

بطور ایک مسلمان میں اپنی نمازوں کی ادائیگی پر کوئی پابندی برداشت نہیں کرسکتا ہوں۔ میری اس بھوک ہڑتال پر انہوں نے مجھے تیس دن بھوکا رکھا۔ پھر مجھے آہنی سلاخوں سے ایک کرسی سے باندھ دیا گیا پھر ناک کے ذریعہ معدہ تک خوراک پہنچانے کیلئے ایک لمبی ٹیوب استعمال میں لائی گئی، اتنی لمبی بعض مرتبہ پھیپھڑوں تک جا پہنچتی تھی اور جو خوراک ان نلکیوں کے ذریعے دی جاتی تھی وہ دیگر تمام قیدیوں کی طرح فضلہ اور غلاظت ہوتی تھی جبکہ جو عملہ ہمیں یہ خوراک دیتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ ڈاکٹروں کی منظور شدہ ہے، ان کو ڈاکٹروں کا نام دیئے جانے کی بجائے اذیت دہندگان کہنا صحیح ہوگا جبکہ یہ عملہ مجھے زیادہ سے زیادہ مقدار میں بذریعہ نلکی پہنچاتا تھا، جتنا میرا معدہ جذب کرسکے۔ انہوں نے گندگی کی چوبیس بڑی بالٹیاں ہم سب قیدیوں کے کھانے کیلئے لائے جو ہم نے پھینک ماریں جس پر انہوں نے ہمیں معدہ صاف کرنے والے Laxatius دیئے۔ ان کے اس عمل سے میرے پیٹ کے نیچے کا ایک غدود متاثر ہوا اور معدہ کی تکالیف بڑھ گئیں۔ اس پر بھی ان ظالموں نے ہم پر پینے کا پانی بند کردیا۔''

سراج الحق کا کہنا ہے کہ اس کی یہ بھوک ہڑتال 480 دن جاری رہی۔ جس وجہ سے اس کی صحت بری طرح بگڑ گئی، یہاں تک کہ ٹانگوں کے درمیان نچلی جگہ سے خون نکلنا شروع ہوگیا۔ اس کے بعد ان ظالموں کو میری رہائی کی سوجھی۔ لیکن اب تفتیشی عملہ نیا تھا۔ جس نے ایک بار پھر وہی دنیاوی لالچ و ترغیب کے چکمے دیئے اور پھر یہی سوال کیا'' کیا تم ہمارے لئے کام کروگے؟'' ہمیشہ کی طرح میرا جواب نہیں تھا۔ البتہ ساتھ یہ کہا کہ کئی سال جہاں میں نے سالہا سال تمہاری بے مثال مہمان نوازی کا شکر گزار ہوں وہاں اس امر کا بھی شکر گزار ہوں کہ اتنا عرصہ میں ایک صحافی تمہارے درمیان رہا ہوں۔ اب میں بیرونی دنیا کو اصل حقائق سے آگاہ کروں گا۔ اب رہائی کیلئے کسی عجلت میں نہیں ہوں، کیونکہ یہاں کئی دیگر رپورٹروں کی سرگزشتیں ہیں۔

انہوں نے مجھ سے کہا: ''کیا ہم نے تمہارے ساتھ مہربانی سے کام لیا ہے؟'' میں نے پلٹ کر کہا: ''میری تو کوئی حیثیت نہ تھی، لیکن تم لوگوں نے مجھے ہیرو بنا دیا ہے۔'' ان کے ذہنوں میں بن لادن کی شخصیت ہی منڈلا رہی تھی، چنانچہ مجھ سے کہا: ''ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ بن لادن کا تم سے رابطہ ہے''

اسی شب مجھے انہوں نے ہوائی جہاز میں سوار کیا، یہ تفتیشی مجھ سے آنکھیں لڑا رہے تھے، لیکن پیچھے ایک سٹین کا جال Tennis Net تھا انہوں نے ہاتھ ہلا کر مجھے رخصت کیا، میں نے بھی جواب میں ہاتھ ہلائے۔

سراج الحق نے اپنی سرگزشت میں برطانوی اور کینیڈین افسروں کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ دونوں حکومتیں اس امر کا انکار کرتی ہیں جبکہ صدر بش جو عراق پر حملہ کے بعد ''الجزیرہ'' ٹی وی چینل کے ہیڈ کوارٹرز پر بمباری کرنا چاہتا تھا محض اسی وجہ سے تاخیر کرتا رہا، کہ کسی نہ کسی طرح ''سراج الحق'' قیدی نمبر 345 کو اپنا آلہ کار بننے کے لئے رام کرلے۔ لیکن کفار کو یہ اندازہ نہیں ہے کہ بندہ مومن چند افراد ہی ہوا کرتے ہیں، جو کفر کی طرح کی مادی، اسلحی اور افرادی برتر قوت کو

ہلا دیا کرتے ہیں ___ آخر روس کی تباہی کے بعد امریکہ کی نظروں میں صرف اسامہ بن لادن ہی کی شخصیت تھی کہ اس کو عالمی امن کا دشمن دہشت گرد قرار دے کر اسے زندہ یا مردہ گرفتار کر کے افغانستان پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوجائے۔ چنانچہ 11 رستمبر کا ڈرامہ اسی لئے رچایا گیا کہ افغانستان میں ملا عمر کی اسلامی حکومت بن لادن کو امریکہ کے حوالے کردے۔ لیکن ملا عمر بندۂ مومن کی اسلامی غیرت وحمیت نے ہر طرح کی پیش کش ٹھکرا کر امریکی مادی قوت کی برتری کے غرور کو چیلنج کیا کہ ان کی قوت ایمانی کے سامنے دنیا بھر کی مادیہ برتری کی قوت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور ان کے مقابلہ میں جتنی بھی بڑی سے بڑی فوج اور کھربوں ڈالر جنگی اخراجات خرچ کریں گے وہ قوت ایمانی کے جذبہ سے ان کے خلاف آخری دم تک ڈٹے رہیں گے۔ چنانچہ ایک طرف گنتی کے یہ چند ہزار افراد نے کئی کئی ہزار ٹن وزنی بموں کی بمباری کو ذرا اہمیت نہ دی اور مقابلہ کیلئے پہاڑیوں میں اپنے اڈے قائم کر کے گزشتہ نو سال سے ایسی عدیم المثال جنگ کی تاریخ رقم کی کہ ملا عمر اور اسامہ بن لادن کے نام جاوداں بن گئے ہیں، جبکہ صدر بش جس بری طرح سے صدارت سے خائب وخاسر ہو کر رخصت ہوا کہ دنیا نہ صرف اس پر بلکہ امریکہ کو ایک قابل نفرت ملک سمجھتی ہے، جبکہ جہاں تک جنگ کا معاملہ ہے وہ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن'' ہے۔ خود امریکی دانشور کھل کر یہ کہتے ہیں کہ جتنی مزید فوج بھیجو گے اتنی تباہی مول لو گے۔''

بدقسمتی سے بش کے بعد اوباما نے بھی کوئی سبق نہیں لیا۔ آج افغانستان کی سرزمین پر دو لاکھ کے قریب امریکی اور اس کے اتحادیوں کی افواج ہیں۔ جو فتح سے مایوس ہو کر جرنیل کے بعد جرنیل تبدیل کئے جاتے ہیں جبکہ اب یہ جرنیل بھی فتح سے مایوس ہو کر جنگ بند کرنے اور افواج اپنے اپنے ممالک واپس کرنے پر زور دیتے ہیں۔ لیکن ان کا مشورہ نہ ماننے پر یہ جرنیل امریکی صدر اور اس کی کابینہ کا کھلے بندوں مذاق اُڑاتے ہوئے برطرف ہونا قبول کرتے ہیں۔ لیکن جنگ کے حامی نہیں کہ ان کے اپنے امریکی سپاہی بھائی بلاوجہ موت کا شکار ہو رہے ہیں، ان کے خاندان کسمپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں، جبکہ دوسری طرف نو سال قبل صدر بش کی امریکی حکومت نے خوفناک بمباریوں کے بعد ہزار ہا بے گناہ افغان شہریوں کو ڈبوں میں بند کر کے گوانتانامو منتقل کیا اور نو سال سے ان ہزار ہا قیدیوں کے ساتھ وہ بدترین سلوک کیا جا رہا ہے کی مثال ''الجزیرہ'' ٹی وی چینل کے کیمرہ مین سراج الحق ہے۔

ایسے میں اولاً پرویز مشرف کے ڈوب مرنے کا مقام تھا کہ ہر طرح کی بری، فضائی، اور بحری کئی لاکھ فوج کا آرمی چیف ہوتے ہوئے ایسی ظالم بزدل ترین کافر حکومت کی تابعداری قبول کی جس کا نمونہ اوپر بیان ہوا ہے اور اب اس کے بعد جوکر Joker قسم کے صدر زرداری جس کو صدر لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتا ہے کہ یہ شخص محمد شاہ رنگیلا سے بھی زیادہ رنگیلا مزاج ہے۔ ملک پر سیلاب کی آفت آئی ہوئی ہے اور یہ شخص غیر ملکی سیر وسفر میں مصروف ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ ایسا ہی سیر وسفر کا شوق ہے تو ایک مرتبہ گوانتاناموبھی ہو آئے اور ایک رات ان کے ساتھ گزارتے۔ اپنے وزیروں رحمٰن ملک، بابر اعوان وغیرہ کو بھی وہاں کی سیر کرائے۔

جاوید اختر ندوی

عالم اسلام کی خبریں

اردن میں (۶۰۲) افراد کا قبول اسلام: ایک رپورٹ کے مطابق اردن میں دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں ہر سال نمایاں اضافہ ہو رہا ہے، تفصیلات کے مطابق ۲۰۰۸ء کے اواخر تک یہاں مسلمان ہونے والون کی جملہ تعداد (۶۰۲) نوٹ کی گئی ہے، جو گذشتہ چار سالوں کے مقابلہ میں کافی حوصلہ افزا ہے، چنانچہ ۲۰۰۴ء میں (۳۹۶) افراد نے ۲۰۰۵ء میں (۴۵۴) افراد نے ۲۰۰۶ء میں (۴۸۴) افراد نے ۲۰۰۷ء میں (۳۸۴) افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تھا، جب کہ ۲۰۰۸ء میں یہ تعداد بڑھ کر (۶۰۲) تک پہنچ گئی ہے، یوں پچھلے پانچ سال میں جملہ (۲۴۱۹) افراد نے مسلمانوں ہونے کا اعلان کیا ہے جبکہ رپورٹ ۲۰۰۹ء کی تفصیلات نہیں دی گئی ہے۔

جرمنی کی مشہور اناؤنسر نعمت اسلام سے سرفراز: جرمنی کا پورے براعظم یورپ میں مشہور چینل MTV کی اناؤنسر اور سنگر (Singer) کریستیان باکر (Kristiane Backer) نے اسلام قبول کرلیا، حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد باکر نے ایک کتاب میں اپنی پوری داستان لکھی ہے جس میں مغربی تہذیب وتمدن، اس کی خرابیاں، انسانیت کے ساتھ اس کا ظالمانہ برتاؤ اور فطرت سلیمہ کے ساتھ اسکی بغاوت کو اجاگر کیا ہے، اور پھر مذہب اسلام کی خصوصیات وامتیازات اور تمام تر تہذیبوں پر اس کے اثرات واحسانات کا شمار کرایا ہے، باکر نے اپنی اس کتاب کا نام MTV سے MEKKA تک رکھا ہے اسلام قبول کرنے کے بعد باکر کہتی ہے کہ اس چینل میں میں بڑا گھٹن محسوس کرتی تھی، یہ پورے یورپ میں موسیقی اور انگریزی فلموں اور گانوں کے نشر کرنے کا مقبول چینل ہے اس کے بعد پوری توجہ میں نے اسلام کی تحقیق پر لگادی اور جب مجھے اطمینان ہوگیا تو میں نے اسلام قبول کرلیا، اور اس میں اپنی گمشدہ دولت کو حاصل کرلیا۔ باکر کہتی ہے کہ میں مدتوں سے سچی محبت کی تلاش میں تھی اسلام قبول کرنے کے بعد وہ محبت ہمیں مل گئی اور مجھے معلوم ہوگیا کہ سب سے سچی اور حقیقی محبت اللہ اور رسول ﷺ کی محبت ہے، اور میں اسلام کے شرائع واحکام سے واقفیت کے بعد مکمل طور پر ایک یورپین مسلم عورت کی طرح اسلام پر کاربند ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد جرمنی کے ذرائع ابلاغ نے مجھ پر مختلف قسم کے الزامات، خیانت، غداری اور اجنبیت کی تہمتیں لگائیں لیکن میں اسلام پر جمی رہی، میری مسلسل کوششوں کے بعد جلد ہی میرے والدین بھی دین فطرت میں داخل ہوگئے پھر تو میرے لیے یہ دنیا اب ہر طرح سے جنت ہی بن گئی اور اب مجھے کوئی خوف نہیں رہا، میں اسلام قبول کرنے کے بعد بہت ہی مطمئن ہوں چونکہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد مجھے بہت ساری دینی، مذہبی اور

تہذیبی سوالات اور مباحثوں کا جواب دینا پڑا اور اب مجھے ہر اعتبار سے دین اسلام پر فخر ہے کہ مذہب اسلام نے مجھے اک باوقار، معزز اور قابل قدر خاتون بنادیا ہے، جب کہ اس سے قبل بحیثیت عورت میری یہ قدر و قیمت نہیں تھی اور اب میرا پورا خاندان مجھ سے اسلام کے متعلق جانکاری حاصل کر رہا ہے انشاء اللہ یہ لوگ بھی جلد ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

فلوریڈا کے ایک اسکول سے دین اسلام کی گستاخی کے پاداش میں تین طلبہ کا اخراج: ابھی کچھ دنوں پہلے امریکی ریاست فلوریڈا (Florida) میں ایک اسکول کے اندر زیر تعلیم تین طلبہ کا دین اسلام اور اس کے شعائر کی گستاخی واہانت کے سبب اخراج کر دیا گیا، وجہ یہ تھی کہ یہ تینوں ایسی قمیص پہن کر آتے تھے جن کے پشت پر اسلام کے متعلق نازیبا کلمات لکھے ہوئے تھے۔ امریکی نیوز چینل ''فوکس نیوز'' (News Fox) نے ایک رات اس پورے واقعہ کو نشر کیا جس میں یہ دکھایا گیا کہ تینوں طلبہ ایسے کرتے پہنے ہوئے تھے جن پر ''اسلام دین الشیطان'' (Islam The Religion of Shaitan) لکھا ہوا تھا اور چینل نے یہ بتایا کہ یہ ایک کلیسا کی شرارت تھی جس کا مقصد اسلام کو تشدد اور ظلم وزیادتی والا مذہب دکھانا تھا۔ اسکول کے ذمہ داران نے کہا کہ جن شرٹ کو لڑکوں نے پہن رکھا تھا، فلوریڈا ہی کی ایک کمپنی نے اس کو تیار کیا تھا، یہ مقامی لباس کے اصول وقواعد کے خلاف تھا، یہ کمپنی فلوریڈا کے شہر جینز فیل میں واقع ہے۔ اور اس کا نام ڈوپ ورلڈ اونیشن ہے۔ مذکورہ چینل نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد ڈوپ سینٹر کو مختلف تنقیدوں اور ردعمل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس کمپنی نے ایسے اشارے بھی اسلام کے تعلق سے شرٹ میں بنا رکھے تھے جن میں یہ پیغام تھا کہ دین اسلام پر تشدد اور ظالم مذہب ہے، اس کا مقصد اور کوشش امریکی معاشرہ کو گمراہ و برباد کرنا ہے۔

مصر کے آہنی دیوار کے بعد غزہ کی سرحد پر اسرائیل کی جانب سے خاردار باڑ کی تعمیر:

اسرائیلی حکومت نے غزہ کی سرحد پر جدید الیکٹرانک خاردار باڑ کی تعمیر کی منظوری دیدی ہے یہ باڑ مصری زیرزمین فولادی دیوار کیساتھ براہ راست بنے گی، جس کی تعمیر کا آغاز مصری حکومت نے کر دیا ہے، اس باڑ کی تعمیر کا مقصد غزہ کی ناکہ بندی کو مزید مضبوط کرنا ہے، اسرائیلی دیورار کی تعمیر کے اخراجات کا اندازہ ۲۷ کروڑ امریکی ڈالر ہے، باڑ کی تعمیر دو سال میں مکمل ہو گی، ذرائع کے مطابق باڑ کی لمبائی ۲۶۶ میٹر ہے باڑ پر نگرانی کے لیے جدید آلات نصب کئے جائیں گے۔ واضح رہے کہ مصری حکومت بھی غزہ کی سرحد پر زیرزمین فولادی دیوار تعمیر کر رہی ہے، جس کا مقصد غزہ کی سرحد پر موجود سرنگوں سے فلسطینیوں کی نقل وحرکت کو روکنا ہے، غزہ کے شہری گذشتہ چار برس سے جاری اسرائیلی ناکہ بندی کے باعث ان سرنگوں کے ذریعہ اشیائے خورد ونوش اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں مصر سے لاتے ہیں۔

قرآنی آیات کا رنگ ٹون نامناسب: مصر کے مفتی اعظم علی جمعہ نے کہا ہے کہ قرآنی آیات کا رنگ ٹون کے طور پر استعمال نامناسب اور اللہ کے فرمان کے ساتھ کھیل کرنا ہے واضح رہے کہ ان دنوں مصر اور دوسرے مسلم ملکوں میں

قرآنی آیات کو رنگ ٹون بنانے کا چلن عام ہے، ویب سائٹ اور ٹیلی ویژن چینلوں پر قرآنی آیات ڈاؤن لوڈ کرنے کے اشتہار دیئے جارہے ہیں، علی جمعہ نے کہا کہ قرآن مجید کی آیات کو موبائل فون میں رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنا اس کی اہمیت ووقعت کم کرنے کے مترادف ہے۔

افغانستان میں بدعنوانی کے ذمہ دار مغربی ممالک یورپین تنظیمیں: اقوام متحدہ میں اینٹی نارکوٹک بورڈ اور انسداد جرائم کے ادارہ کے ڈائریکٹر انتھونیو ماریا کوسٹا نے اپنی تازہ ترین رپورٹ میں کہا ہے کہ افغانستان میں رشوت ستانی اور مالی بدعنوانی کو رواج دینے میں مغربی ملکوں اور مغرب کی غیر سرکاری تنظیموں اور این جی اوز کا سب سے بڑا رول ہے۔

کوسٹا نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ افغانستان کے ۵۴ فیصد عوام کا اس بات پر یقین ہے کہ صرف مغربی ممالک اور مغربی این جی اوز ہی ملک میں بدعنوانیوں کو رواج دینے کے لیے ذمے دار ہیں کیونکہ انہیں صرف اپنی جیبوں کی فکر ہے اور وہ افغانستان میں صرف اسی لیے آئے ہیں کہ اپنی جیبیں بھر سکیں واضح رہے کہ پہلے بدعنوانی مین اضافہ کا سبب منشیات اور انسانی اسمگلنگ کو بتایا گیا تھا۔

ھیتی زلزلے میں صرف دارالحکومت میں ڈیڑھ لاکھ ہلاکتیں: ہیتی کی ایک وزیر نے کہا ہے کہ صرف دارالحکومت ''پورٹ او پرنس'' میں ہلاک ہونے والوں کی مصدقہ تعداد ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز کرگئی ہے، اس کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں بڑی تعداد میں لوگ لاپتہ ہیں، اور اب بھی ملبے کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔___ براعظم امریکہ کے ایک چھوٹے سے ملک ہیتی میں ۱۲ جنوری کو آنے والا زلزلہ حالیہ برسوں میں آنے والی سب سے تباہ کن قدرتی آفات میں سے ایک ہے جب کہ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ سات اعشاریہ صفر کی طاقت کے اس زلزلے میں دو لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوئے جب کہ پندرہ لاکھ افراد گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔___ ہیتی کی حکومت کا کہنا ہے کہ تقریباً ۷۵ ہزار لاشوں کو اجتماعی قبروں میں دفنایا جاچکا ہے جب کہ بہت سی لاشیں اب بھی مختلف گلیوں میں پڑی ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور تقریباً پانچ لاکھ افراد آسمان کے نیچے عارضی کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔___ ادھر وینیزویلا (Venezuela) کے صدر ہیوگو شاویز نے امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ ہیتی میں زلزلہ کے متاثرین کی مدد کے بہانے اس ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کررہا ہے، ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں انہوں نے کہا کہ میں نے خبروں میں پڑھا کہ امریکہ ہیتی میں تین ہزار فوج بھیج رہا ہے جب کہ وہاں ڈاکٹروں، دوا، ایندھن، فیلڈ اسپتال جیسی چیزوں کی ضرورت ہے، امریکی فوجی سڑکوں اور گلیوں میں کہیں بھی نظر نہیں آرہے ہیں نہ تو وہ ملبے سے لاشوں کو نکالنے کا کام کررہے ہیں اور نہ زخمیوں کی مدد کررہے ہیں، آخر ماجرہ کیا ہے؟ انہوں نے امریکہ پر الزام عائد کیا کہ اس نے اپنے کسی خطرناک نظام اسلحہ کا تجربہ کیا تھا اور اندازہ کی غلطی یا نشانہ چوک جانے سے یہ تباہی آئی، جبکہ روس اور چین بھی ہیتی میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور چین کی تو ایک ٹیم وہاں موجود ہے، کیوبا کے لیڈر رفیدل کاسترو نے کہا ہے کہ ہیتی کا زلزلہ بین الاقوامی امداد کے لیے ایک آزمائش ہے۔

مفلوک الحال عوام کے عیاش حکمران اور معاشرے کی اصلاح

ڈاکٹر عمر الاشقر سے معلوماتی انٹرویو کا خلاصہ
مولانا عبدالرحمان ملی ندوی کے قلم سے

''کویت'' کے مشہور میگزین ''البلاغ'' نے ڈاکٹر عمر الاشقر سے حالات حاضرہ میں معاشرہ کی اصلاح کیلئے علماء کے کردار پر مبنی کچھ حساس سوالات کئے تھے، زیر نظر مضمون اسی معلوماتی گفتگو کا خلاصہ ہے

سوال۱: آپ کی فکر کے مطابق اُمت مسلمہ آج کن حالات سے دوچار ہے۔ اور ان کی روک کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب: واقعہ یہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ جن بنیادی حالات سے دوچار ہے اور جس نے اُمت کے اندرون کو توڑ کر رکھ دیا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض مسلم ممالک پر گھس بیٹھیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ جیسے امریکا کا عراق اور افغانستان پر ناجائز حملہ کرنا ہے۔ شام بھی اسی لپیٹ میں ہے اور فلسطین تو گویا ہر سیاسی رہنما کا کھلونا ہی بن چکا ہے۔ یہ اور اس طرح کے ہزاروں ایسے حالات ہیں جن سے اُمت پریشان و مجبور ہے، عالم اسلام اور عالم عربی، دونوں کساد بازاری اور تجارتی پریشانیوں کے آخری نشانہ پر پہنچ چکے ہیں، خود فلسطین میں اسماعیل ہانیہ نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ فلسطینی عوام اس وقت ۸۰ رفیصد فقر و تنگ دستی کے شکار ہیں، کئی ایسے ممالک ہیں جو اپنے ملکی امور کو خود حل نہیں کر سکتے جب تک کہ امریکہ ثالثی نہ کرے۔ یقیناً یہ دماغی کسمپرسی کی علامت ہے ان ممالک کے لیے جو اپنا معاملہ امریکہ کی ثالثی کا محتاج بنائے ہوئے ہیں، یقیناً اُنہیں اس معاملہ میں غور کرنا چاہئے۔

سوال۲: عراق کی جنگ کو آپ کیا نام دیتے ہیں؟ کیا وہ دشمن کے ساتھ جہاد ہے یا پھر آپس کی خانہ جنگی؟

جواب: اس وقت عراق کی جو حالت ہے وہ عجیب کشمکش کی شکار ہے، امریکہ کی جانب سے یہ کوئی اصلاحی جنگ نہیں ہے بلکہ عراقیوں کو مختلف ٹکڑیوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے کی ایک سازش اور چال ہے، اور خود عراقیوں میں ہی کچھ ایسے امریکی ایجنٹ ہیں جو اپنے وطن کی خانہ جنگی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اور اب تو حالت ایسی نازک ہو چکی ہے کہ امریکی، برطانوی اور عراقی فوجیوں کی شناخت کرنا دشوار ہو چکا ہے۔

سوال۳: عام مسلمانوں کا کیا موقف ہے اپنے وطن کے حالات سے متعلق؟

جواب: اصل میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں لوگوں کا موقف جاننا دشوار ہو رہا ہے، اس لیے کہ بعض علماء

تک نے عراق سے ہجرت کر کے کسی اور ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں، کیوں کہ اگر وہ اپنے ملک میں ہی رہتے تو یقیناً قتل ہی کئے جاتے جب کہ بعض اس مرحلہ سے گذر بھی چکے ہیں۔

سوال۴: آپ کی فکر کے مطابق موجودہ حالات میں تبلیغ دعوت کا فریضہ کیسے ادا کیا جائے؟

جواب: تبلیغ دعوت کا فریضہ اہم ہے اور یہ کچھ بہت زیادہ مشکل نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے لے کر خلفاء راشدین تک ایک اصولی طریقہ چلتا رہا اس لیے کہ کسی بھی دعوت کا طریقہ سمجھا جا سکتا ہے اس کے اصولوں اور ضابطوں سے۔ اور اسلامی اصول ایک ایسا اصول ہے جس کو اسلام اپنے آغاز ہی سے بتاتا چلا آیا ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے دینی اصولوں سے متعلق پوری معلومات ہیں، اور یہ چیزیں تقریباً ہر زمانہ کے رسولوں اور انبیاء نے بتائی ہے۔ پس یہ ہیں بنیادی چیزیں جن میں اختلاف نہیں کیا جا سکتا۔

سوال۵: کیا کسی فتوی کا مختلف ہونا تبلیغ دین کے لیے مشکلات کا سبب ہے؟

جواب: کوئی بھی فتوی صادر ہوتا ہے تو وہ اہلِ مسالک کے نظریہ اور فقہی و مسلکی اختلاف کے سبب ہوتا ہے۔ احناف ان کے اپنے دلائل ہوتے ہیں، مالکی، حنبلی، شوافع ان کے اپنے دلائل ہوں گے، اور معاشرہ میں ہر مسلک کے پیروکار ہوتے ہیں جن پر اس فتویٰ کا اثر ہوتا ہے۔

سوال۶: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دینی فتوی ہے اور سیاسی؟

جواب: ہاں کچھ ایسے فتاوی ضرور ہوتے ہیں جو سیاسی رنگ لیے ہوئے ہوتے ہیں جو سرکاری مفتیوں کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں جیسے بینک کے سود کی حلت سے متعلق اس معاملہ میں تو ٹھوس دلائل موجود ہیں کہ بینک کا سود حرام ہے اور اس چیز کو ایک عام آدمی سمجھ سکتا ہے چہ جائیکہ کوئی عالم اسکے جواز کا فتوی دے یہ نہیں ہو سکتا' لیکن جس سیاسی عالم نے بھی جواز کا فتوی صادر کیا تو اس نے آخری مرحلہ میں صاف کہہ دیا کہ میرے اس فتوی کو اختیار نہ کرنا کہ وہ حاکم وقت سے متاثر ہو کر دیا گیا تھا بلکہ بعضوں نے تو موت سے کچھ ہی پہلے اپنے فتوی سے رجوع کیا یہ ہے سیاسی فتوی اور مفتی کی حالت

سوال۷: کیا آپ کسی سے متعلق نشاندہی کر سکتے ہیں جو شریعت سے ہٹ کر فتوی دیتا ہے؟

جواب: دیکھئے ہر زمانہ میں ایسے علماء و مفتیان کرام ہوتے ہیں جو دین و شریعت کے احکام کو لازم پکڑتے ہیں اور اُنہی کے مطابق فتوی بھی دیتے ہیں، لیکن ساتھ ہی کچھ ایسے بھی افراد ہوتے ہیں جو حکومتی ذمہ داروں کی چاپلوسی اور مداہنت کرتے ہوئے سرکاری مصالح کے پیش نظر ایسے فتوی دیتے ہیں۔

سوال۸: کیا آپ تصور کرتے ہیں کہ دینی ورثہ جرح و تنقیح کا متقاضی ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم جو سو فیصد اسی طرح موجود ہے اور رہے گا جس طرح وہ نازل کیا گیا، جہاں تک بات ہے احادیثِ نبویہ ﷺ کی تو ائمۂ حدیث جیسے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے زمانہ سے لے کر آج تک رواۃِ حدیث سے متعلق تحقیق و جانچ کی جاتی رہی ہے۔ ان کے معاشرتی زندگیوں سے متعلق واقعات کو پرکھا جاتا ہے۔

ثقہ اور عدم ثقہ کی کسوٹی پر جانچا جاتا ہے اور اسی لیے احادیث کی رواۃ کے اعتبار سے قسمیں بھی ہیں کہ ہر امام حدیث نے اپنے طور پر یہ خدمت انجام دی ہوتی ہے یہ اسلامی ورثہ کی جرح وتنقیح جس کا دائرہ ہر امام حدیث کے زمانہ میں ملتا ہے۔

سوال ۹: آپ کے نظریہ کے مطابق حالات کا صحیح جائزہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

جواب: حالات کے صحیح جائزہ والی بات یہ ایک ایسی بات ہے جس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک تو یہ کہ جن حالات میں ہم جی رہے ہیں آپ ان کو اسلامی سانچہ میں ڈھالیں، اور دیکھیں کہ عام لوگ دینی احکام سے متعلق کیا سوچ رکھتے ہیں، ان کی زندگی دینی احکام پر کیسے منطبق کرسکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کوئی آدمی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے ان حالات کا صحیح تجزیہ نہیں کرپاتا تو یہ بہرحال صحیح نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ اپنے گردوپیش کا جائزہ لے کر مشکلات کو حل کریں اور شرعی احکام پر عمل کریں اپنی مرضی سے تجزیہ کرنے سے گریز کریں اس سے صحیح رہنمائی نہیں مل سکتی۔

سوال ۱۰: آپ امریکی ادارہ ''رانڈ'' سے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے نام نہاد باطل تحریکوں ''بہائیت'' اور ''قادیانیت'' کی اپنے تعاون سے بھرپور پشت پناہی کی؟

جواب: یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امریکہ ''عرب'' اور مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے، اور عراق کی جنگ نے اس بات کو واضح بھی کردیا کہ امریکی صدر نے جنگ کے آغاز ہی میں صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ یہ صلیبی جنگ کا آغاز ہے۔ دشمن تو ہمیشہ اپنا مال مد مقابل کو ختم کرنے کیلئے صرف کرتا ہے جس کیلئے وہ مختلف نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔ اور ''بش'' جانتا تھا کہ مسلمان کے آپسی فرقے ہی ان کی تباہی کا باعث بنیں گے، اس لیے اس نے باطل فرقوں کا تعاون کرکے ان کو پروان چڑھایا۔ اسلیے میں اُمت کے مقتدر علماء کو محبانہ دعوت فکر دیتا ہوں کہ ایسے فرقوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی فکر کریں۔

سوال ۱۱: کیا آج علماء نوجوانوں کی رہنمائی سے دور ہیں؟

جواب: آج علماء کیلئے لازم بلکہ فرض ہوگیا ہے کہ وہ مسلم نوجوانوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ اسلیے کہ بہت سی پریشانیاں علم سے دوری کے سبب پیدا ہوتی ہیں اور اکثر نوجوان کم علمی کی وجہ سے شریعت سے دور رہتے ہیں، اور بغیر صحیح علم کے بولنے لگتے ہیں، اسلئے علماء کی اولین ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کی باتیں سنیں اور انکے مسائل کو حل کرنے کی فکر رکھیں۔

سوال ۱۲: مسلم معاشرہ کو صحیح رُخ پر لانے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

جواب: اُمت کے افراد کو دین سے قریب کریں اور دینی تعلیمات سے نوجوانوں کو وابستہ کریں، اسلئے کہ صحیح دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے امت افتراق وانتشار کی شکار ہے، اور پھر معاشرتی زندگی کے مسائل نے امت کو بانٹ کر رکھدیا ہے

یہ جاننا چاہئے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک صحیح اصولوں پر برقرار نہیں رہ سکتا جب تک اس کے مذہبی مقتدر افراد تعیش وآسائش کی زندگی سے گریز نہ کریں، اور عام لوگوں کو ہر ممکن راحت وسکون پہونچانے کی فکر نہ کریں۔

خدا کرے یہ مفید معلوماتی گفتگو ہم علماء کے لئے بھی محرک فکر ثابت ہو۔ (واللہ یقول الحق وھو یھدی الی سواء السبیل)

حقانی شہداء:

ایک علمی اور جہادی خاندان کے دو روشن ستارے

شہید عبدالرحمان حقانی اور غازی عبدالحق حقانی

افغانستان دنیا کے ایک بڑے سامراج امریکہ اور اس کے ساتھیوں کے استبدادی پنجہ میں جکڑا ہوا ہے' اور ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کے لئے جہادی طاقتیں طالبان افغانستان کے سلسلہ میں شہادتوں اور قربانیوں کی تاریخ رقم کر رہی ہیں آئے دن ایسے زریں داستانوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے' اور سرحد پار سے چھن چھن کر سینکڑوں میں سے کوئی ایک آدھ واقعہ ہم تک پہونچ جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک غیور نوجوان شہید عبدالرحمٰن حقانی کی حال ہی میں شہادت اور دوسرے بھائی غازی عبدالحق حقانی کے مختصر حالات درج کئے جارہے ہیں ______ (ادارہ)

شہید اور غازی کا مختصر تعارف: دونوں بھائی افغانستان کے صوبہ ننگرہار کی مشہور و معروف علمی و جہادی شخصیت مولانا عبدالباقی حقانی دامت برکاتہم العالیہ کے گھر کے چشم و چراغ ہیں۔ شہید عبدالرحمٰن کی پیدائش ۱۹۹۳ء میں ہوئی جبکہ غازی عبدالحق نے ۱۹۹۲ء کو اس دنیائے فانی میں قدم رکھا۔ افغانستان میں جاری امریکی جارحیت اور ظلم وستم سے تنگ آکر والدین کے ہمراہ ہجرت کا راستہ اختیار کیا اور یوں وطن ہجرت میں ناقابل برداشت تکالیف سہنے کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر آٹھ سال تک عصری تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ___ چونکہ والد ماجد جہادی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم دین تھے' اس لئے دینی تعلیم کی ابتداء گھر سے کی۔ مثل مشہور ہے" شاہین کے گھونسلے سے شاہین ہی اڑتا ہے" اولاد میں بھی جہادی جذبہ نمایاں حیثیت سے نظر آرہا تھا۔ والد ماجد کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرے بچے ممتاز علمی اور جہادی شخصیات بن جائیں اس لئے آپ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی اولاد دینی عصری علوم کے میدان میں شروع ہی سے نمایاں حیثیت کے ساتھ رواں دواں تھے۔

شہید عبدالرحمٰن کے ذاتی واخلاقی صفات' علمی استعداد خدمات: سترہ ۱۷ سالہ یہ نوجوان انتہائی باحیاء بے مثال خادم' امانت دار اور ادب کا نمونہ تھا' تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ باجماعت نماز' گھر اور مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کا پابند تھا نوعمری کے باوجود کہیں فضول گھومنے پھرنے کی عادت نہیں تھی۔ ___ ہر نام کا اپنا اثر ہوتا ہے والد ماجد نے نیک فالی کے خاطر فرمان نبوی (ﷺ) ان خیر الاسماء عبدالله وعبدالرحمن ترجمہ: بیشک ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں" سے نیک فال لیتے ہوئے اپنے لخت جگر کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ دوسری وجہ یہ کہ اسلامی تاریخ میں اس نام کے بڑے بڑے علماء وصلحاء گزرے ہیں فال اپنے نشانے پر لگا۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے حیران کن علمی استعداد عطا فرمائی تھی' مشکل سے مشکل مسائل میں اشارہ کی ضرورت ہوتی اور بس۔ ___ موصوف شہید کمپیوٹر کی دنیا کے

ماہر انسان تھے۔ آپ نے اپنے والد محترم کے علمی سرمایہ کو بڑی کم مدت میں کمپوٹر کے ذریعے مختلف زبانوں میں کمپوز کیا۔ اوراس قیمتی سرمایہ کی حفاظت اور نشرواشاعت میں حتی الامکان کوشش کی۔ آپ نے جن کتابوں کو کمپوز کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔ حفظ الاسرار بتعلیم سید الابرار ﷺ: پشتو' اردو' فارسی' اور عربی زبان میں

۲: السیاسۃ والادارۃ الشرعیۃ فی ضوء ارشادات خیر البریہ ﷺ: پشتو' اردو' فارسی' اور عربی زبان میں۔ (اسلام کے سیاسی اورادارتی نظام پر صدیوں میں اتنی مفصل جامع کتاب نہیں آئی' اکیڈمیوں کا کام ایک بے سروسامان عالم نے کیا جو سامراجی طاقتوں کی وجہ سے کوئی ایک ٹھکانہ نہیں رکھتا اور خفیہ پھرتا رہتا ہے)

فارسی کا مشہور ضرب المثل ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" یقیناً کوئی دیکھنے والا شہید مرحوم کی خدمات اتنی کم مدت میں اتنی زیادہ مقدار میں دیکھ لے تو یہی کہنے پر مجبور ہوگا:

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

شہادت نے اس چمکتے ہوئے تارے کو ہمیشہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل کردیا جس سے والد کی علمی خدمات پر بڑا اثر پڑا۔

دینی مراکز اور اکابر کو دیکھنے کا شوق' اکابر کی صحبت کی برکات: شہید موصوف کو دینی مدارس اور اکابر کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا اس جذبے کے بنیاد پر کئی مدارس دیکھے اور اکابر کی زیادت کا شرف حاصل کیا۔ کچھ عرصہ پہلے والد محترم کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ گئے وہاں دارالعلوم کے اساتذہ خصوصاً مہتمم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ علماء نے برکت کی دعائیں دیں اس ملاقات سے موصوف بڑے متاثر اور خوش ہو کر واپس لوٹے۔

شہید مرحوم کے والد ماجد دارالعلوم حقانیہ کے بانی اور مہتمم اول حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی صحبت میں چند سال رہے تھے' فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ اپنی مسجد میں نمازِ عصر کے بعد جب کبھی جہادی کمانڈر ملاقات کے لئے آتے تو ضرور ان سے مجاہدین اور جہاد کے سلسلہ میں باتیں کرتے اور واقعات سن کر نہایت خوشی کا اظہار کر کے دعائیں دیتے ایک دفعہ ایک جہادی واقعہ سن کر انتہائی خوشی کے عالم میں ۵۰ روپے جیب سے نکال کر مجاہد کمانڈر کو دیئے اور فرمایا آپ نے مجھے بڑی خوشی دی۔ شیخ الحدیث مرحوم کی محبت میں شہید کے والد نے اپنے ایک لخت جگر کا نام عبدالحق دوسرے کا نام سمیع الحق رکھا۔ نام کا اثر ہوتا ہے شہید کے دوسرے بھائی غازی عبدالحق میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی اکثر صفات کے ساتھ ساتھ جہادی صفت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

شوق جہاد اور شہادت کی آرزو' والدہ کو آخری وصیت' گھر میں آخری رات: جذبہ جہاد میں جوانی تک پہنچنے والا یہ نوجوان ہمہ وقت جہاد اور شہادت کی آرزو میں فانی زندگی کے لمحات گزارتا رہا' اسی شوق میں اپنے ذاتی خرچہ سے کچھ پیسے الگ جمع کرتا رہا' بالآخر اپنے بھائی غازی عبدالحق سمیت شوال ۱۴۳۱ھ کو جامعہ عثمانیہ میں پڑھنے کے ارادہ سے داخلہ لیا' مگر جذبہ جہاد نے اسباق شروع ہونے سے دو دن پہلے افغانستان میں انگریز کے خلاف جنگ لڑنے

پر مجبور کر دیا اور یوں غاصب امریکیوں کے خلاف عملاً جہاد کے میدان میں اترنے کو ترجیح دی ___ ۔میں قیامت کے دن آپ سب لوگوں کی سفارش کروں گا' میرے پیچھے کبھی نہیں رونا۔ جب مدرسہ میں امتحانی پرچہ حل کر رہا تھا تب بھی دل و دماغ پر جہاد کا تصور حاوی تھا۔'' ___ والد محترم کی کتاب ''السیاسة والادارة الشرعیة'' کا کچھ کام باقی تھا' رات گئے ایک بجے تک دونوں بھائی جاگتے رہے اور اس آخری خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آخر میں والد محترم کے نام ایک تحریر چھوڑی۔ ''میں نے کتاب کو مکمل کر لیا اب کچھ کام باقی نہ رہا اگر کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی معافی چاہتا ہوں پھر قیامت کے دن ملاقات ہوگی'' ___ صبح سویرے اٹھ کر غسل کر کے کپڑے تبدیل کئے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دونوں بھائی سفر جہاد پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں صوبہ بغلان کے شہر پل خمری کے مضافات میں اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ اسی سفر میں ایک بوڑھی عورت بھی ہے یہ اور آپ سب ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان انگریزوں کے ہاتھوں شہادت نصیب فرمائے۔ ایک ساتھی نے کہا اتنی جلدی شہادت کیوں؟ فرمایا: دنیا میں مزید رہنا پسند نہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ میں پھنس جاؤں'' ___ اگلے دن دونوں بھائی چار بجے منزل مقصود پر پہنچے اور کمانڈر بدر کی سرکردگی میں جہادی عمل میں مصروف ہوگئے ساتھ ساتھ مجاہدین کی بے لوث خدمت پر ساتھیوں میں بڑا مقام پایا' شہید موصوف اپنے مجاہدین ساتھیوں سے بھی اکثر شہادت کی دعا کرواتے۔ ___ آپ نے کئی معرکوں میں حصہ لیا ایک دن کسی کام کے لئے مقام پر رہ گئے جب مجاہدین ساتھی واپس آئے تو شہید موصوف انتہائی خفا نظر آرہے تھے' کمانڈر نے کہا ناراض نہیں ہونا آئندہ آپ کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے' اس کے بعد دشمن پر ہر حملے میں پنے کمانڈر کے شانہ بشانہ چلتے۔ صوبہ بغلان میں شابدین کے نام پر غاصب امریکیوں کا ایک مضبوط مرکز تھا۔ مجاہدین نے ایک دن دو بجے کے قریب ایک فدائی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۲ کافر واصل جہنم ہوئے۔ حملہ مجاہد فاروقی نے کیا تھا پھر اسی دن ۴ بجے کمانڈر بدر کے ہمراہ مجاہدین نے زبردست حملہ کر کے پچیس کافروں کو جہنم رسید کیا۔ مجاہدین بحمداللہ صحیح سالم واپس لوٹے یہ دونوں بھائی بھی شریک تھے۔ زندگی کی آخری اور شہادت کی پہلی رات عبدالرحمٰن اور تیرہ ساتھی شہادت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

شہید عبدالرحمٰن رحمانی اپنے بقیہ شہداء ساتھیوں سمیت بروز پیر ۱۰ر ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۸۔۱۰۔۲۰۱۰ء کو افغانستان کے صوبہ بغلان میں سپرد خاک ہوئے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

شہید کے بھائی عبدالحق کی تمنا تھی کہ اسی راستہ پر جاؤں جس پر چھوٹا بھائی چلا گیا مگر اکابر کے مشورہ سے غازی بن کر گھر واپس پہنچا ___ قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اعلاء کلمة اللہ کیلئے کفار کی شکست' مجاہدین کی کامیابی اور شہداء کی شہادت کی قبولیت کیلئے خصوصی دعا فرمائیں تاکہ اس کے نتیجے میں افغانستان کے اندر ایسی اسلامی حکومت قائم ہو جائے جو امت مسلمہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور شہید موصوف اور تمام شہداء کے والدین کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ امین

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے افغان امن کونسل اور اقوام متحدہ کے نمائندوں کی الگ الگ ملاقاتیں:

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے افغان امن مشن کے ۱۵ ارکنی وفد جس کی قیادت سابق افغان صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کررہے تھے' ملاقات کی۔ ملاقات میں افغانستان میں قیام امن اور صلح کی جدوجہد اور موجودہ صورتحال پر تفصیلی بات چیت ہوئی' ملاقات تقریباً تین گھنٹے جاری رہی اس طویل ملاقات میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ و افغانستان کیلئے امن مشن کے سربراہ جناب برہان الدین ربانی صاحب اور ان کے وفد کے ارکان جس میں جناب استاد ربانی صاحب کے علاوہ سابق افغان' نائب صدر اور گورنر حاجی دین محمد' جہادی رہنماؤں مولوی ارسلا رحمانی' مولوی قیام الدین' کشاف' قاضی محمد امین وقاد' اسد اللہ وفا' غلام فاروق وردگ' فضل کریم ایماق' مولوی جورہ مولوی محی الدین بلوچ' معصوم ستانکوئی اور پاکستان میں افغان سفیر الحاج مجنون گلاب صاحبان شامل تھے' نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب استاد برہان الدین ربانی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہماری شورائی عالی کا امن مشن ایک خودمختار مشن ہے' جو کہ کسی کے زیر اثر نہیں اور اقوام متحدہ سے منظور شدہ ہے' ہم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے قیام امن کے سلسلے میں بھرپور تعاون کی درخواست کرتے ہیں اس امن اور صلح کیلئے صرف حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کلیدی کردار ادا کرسکتے ہیں' اور اس حقیقت سے افغانستان کی حکومت' عوام' دانشور اور علماء کے علاوہ افغانستان کا بچہ بچہ باخبر ہے' اور سب کے لئے امید کی کرن حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ہیں جو کہ مفاہمت اور صلح اور امن میں فعال کردار ادا کرسکتے ہیں'' جناب استاد ربانی صاحب کے وفد میں شامل ارکان نے بھی باری باری اپنی آراء اور تجاویز کا اظہار کیا اور اس بات پر زور دیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا کردار اس سلسلہ میں کلیدی اور افغانستان پاکستان کیلئے باعث خیر و برکت ہوگا کیونکہ افغانستان کے تقریباً تمام علماء اور افغانستان میں دشمن سے برسر پیکار طالبان کے تمام گروپ مولانا مدظلہ اور ان کے ادارہ جامعہ حقانیہ سے تلمذ اور عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں' اور ان کی ذات پر تمام متحارب فریق اور حکومت متفق ہوسکتے ہیں' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے افغانستان سے آئے ہوئے وفد کو خوش آمدید کہا اور اس کی صلح اور امن کی کوششوں کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا تعلق افغانستان سے تمام اچھے برے حالات میں ہمیشہ مخلصانہ اور ہمدردانہ رہا ہے۔ اور میرے والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق'' کا افغان جہاد کے وقت سے تمام مجاہدین سے قریبی تعلق رہا ہے' میرا مطمح نظر بھی پاکستانی سیاست سے زیادہ ہر میدان میں افغانستان کی آزادی اور خودمختاری ہے' اور تحریر' تقریر تبلیغ اور تمام صلاحیتیں جہاد کے دفاع کے لئے وقف ہیں' انہوں نے کہا کہ یہ مذاکرات اصل مزاحمتی قوتوں سے ہونے

چاہئیں جو کہ طالبان ہیں جس کی قیادت ملا محمد عمر مجاہد کر رہے ہیں' ان سے رابطہ قائم کرنا اوران مذاکرات میں شامل افراد کو مکمل تحفظ اور ضمانت دینا بنیادی ضرورت ہے' اوران کی شرائط اور مطالبوں کو ماننا غور کرنا جو غیر ملکیوں کے تسلط اور ان کی موجودگی ختم کرانا اور قیدیوں کی رہائی جیسے اہم امور اور مسائل شامل ہیں۔ اس پر سنجیدگی سے غور اور فکر کرنا پڑے گا' اس کے بعد کسی صلح' تفاہم اور توافق کی راہ ہموار ہوسکتی ہے' انہوں نے ایک بات واضح کی کہ امریکہ اور نیٹو کی موجودگی اس میں اہم رکاوٹ ہے کیونکہ امریکہ اور نیٹو افغانستان کے مخلص نہیں اور پاکستان کے حالات بھی امریکی اور نیٹو مداخلت کی وجہ سے روز بروز بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ اور غیر ملکی طاقتوں کے نکلنے کے بغیر پاکستان اور افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا' مولانا مدظلہ نے کہا کہ اگرچہ مفاہمت اور باہمی تفاہم اور توافق مشکل کام ہے لیکن کوششیں جاری رکھیں گے۔ مصالحتی امن مشن سے مذاکرات کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے اقوام متحدہ امن مشن کے سیاسی امور برائے افغانستان کے انچارج نے الگ ملاقات کی' افغانستان کی موجودہ صورتحال اور آئندہ امن کوششوں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ مولانا مدظلہ نے قیام امن کے سلسلہ میں اقوام متحدہ پر عائد بھاری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اقوام متحدہ مکمل غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مزاحمتی قوتوں کا اعتماد اب بحال کرے اور اصل ٹارگٹ غیر ملکی طاقتوں کا انخلاء یقینی بنائے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ امن مشن ایک کونسل ہے کیونکہ اس کونسل میں استاد ربانی کے علاوہ اہم جہادی اور قومی رہنما بھی شامل ہیں' اگر اس نے غیر جانبداری کے ساتھ کوششیں جاری رکھیں تو اس کے مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔

تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی سرگرمی: تحفظ ناموس رسالت ﷺ میں ترامیم کی حکومتی ارادوں کے خلاف ملک بھر میں مسلمانوں میں اشتعال کی لہر پھیل گئی ہے' اس ضمن میں قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے قومی پریس اور اجتماعات کے ذریعہ شدومد سے احتجاج کا سلسلہ جاری رکھا مورخہ ۱۳ دسمبر کو لاہور میں تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کا اجتماع بلایا گیا۔ جمعیۃ کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی کی نظامت میں ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی گئی۔ حکومتی ارادوں کا ہر طرح مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا' قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مہمان خصوصی کے طور پر اجلاس میں شمولیت کی۔ اس سلسلہ میں ۲۷ دسمبر ۲۰۱۰ کو دارالعلوم حقانیہ کے طلباء نے اکوڑہ خٹک میں بھرپور مظاہرہ جس کے اختتام پر ایک بڑے جلسہ سے قائد جمعیۃ حضرت مولانا صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ نے خطاب کیا۔ اسی طرح اسلام آباد میں مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اے پی سی میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور مولانا انوار الحق صاحب' مولانا حامد الحق حقانی' مولانا یوسف شاہ وغیرہ شریک ہوئے اور بھرپور حصہ لیا۔ ۸ اور ۹ جنوری ۲۰۱۱ء کو اس سلسلہ میں کراچی میں میٹنگ اور احتجاجی پروگرام اور عوامی جلسہ ہوا' اس میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نمائندگی نائب مہتمم حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی اور جماعتی رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس سفر کے دوران نائب مہتمم صاحب نے وفاق المدارس کے مجلس عاملہ کے دو روزہ اجلاس میں بحیثیت مرکزی نائب صدر کے شرکت کی۔

اشک ریز: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کنبۂ شاہاں کا فرزندِ گرامی چل بسا

(بوفات مولانا حکیم عبد المغنی حقانیؒ بام خیل)

بام خیل ضلع صوابی کے علمی روحانی اور طب و حکمت کے حوالہ سے مشہور خاندان "باچا صاحبان بام خیل" کے چشم و چراغ اور برادرم مولانا حکیم عبد المغنی صاحب کا 10 نومبر 2010ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوا۔ آپ نے فنون کی اکثر کتابیں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی اور جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں پڑھی تھیں اور دورہ حدیث شریف کے لئے دار العلوم کراچی تشریف لے گئے، اور وہیں سے ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ مرحوم انتہائی کم گو، اور گوناگوں صفاتِ حمیدہ کے حامل رہے، آپ مولانا عبد الحئیؒ باچا صاحب فاضل دار العلوم حقانیہ کے بھائی اور مولانا عبد الحئی حقانی باچا صاحب (رابطہ عالم اسلامی اسلام آباد) کے چچا زاد تھے، دار العلوم حقانیہ میں حصول تعلیم کے دوران اپنے دونوں برادران کے ہمراہ ہمارے ساتھی رہے، ان کا سانحہ ارتحال نہ صرف خانوادہ باچاگان بلکہ ہمارے لئے بھی عظیم صدمے کا باعث ہے، اس لئے آپ کی ناگہانی وفات پر چند رثائیہ اشعار کی صورت میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کررہا ہوں۔ ع نذر اشک بے قرار از من پذیر (فانیؔ)

کنبۂ شاہاں کا فرزندِ گرامی چل بسا

ہائے صد افسوس اپنا عبد مغنی چل بسا
کنبۂ شاہاں کا فرزندِ گرامی چل بسا

اک جوانِ خوش مزاج و باوقار رو تمکنت
نور چشم عبد حق و عبد حی چل بسا

رو رہا ہے خون دل سے آج ہر پیر و جواں
کرگیا ہر ایک کو محزون وزخمی چل بسا

درد و غم کی اک فضا چھائی ہوئی ہے ہر طرف
بچے ان کے ہوگئے نذرِ یتیمی چل بسا

واسطے جن کے رہا اسلاف کا نقشِ قدم
رہنما و مشعلِ رہ آہ وہ بھی چل بسا

آگیا پیکِ اجل ان کو خدایا دفعتاً
ہوگئے احباب سب وقفِ جدائی چل بسا

دولتِ صبر و رضا ہو اہل خانہ کو نصیب
وجہ فخر خانوادہ یا الٰہی چل بسا

قبر ہو پرنور اس کی تا قیامت روز حشر
سوئے علیین واللہ کیا بزودی چل بسا

روح اس کی شاد ہو فردوس ہو اس کا مقام
غمگسار اک دوست اپنا ہائے فانیؔ چل بسا

ادارہ

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: الجهد النجيح لحل مافي مشكوة المصابيح (ج ۱)

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ مدظلہ العالی مرتب: مولانا فضل غفور حقانی

ضخامت: ۶۰۲ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے تاسیس سے ایسی نابغہ روزگار اور عبقری شخصیات کی خدمات سے نوازا ہے جن کے زہد واخلاص اور تقویٰ وتدین پر محفل قدسیاں بھی رشک کرتی ہے اور ان عظیم ہستیوں میں جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی ہیں۔ جو یہاں پر دورۂ حدیث شریف میں مسلم شریف اور بخاری شریف تدریس کر رہے ہیں' اس کے علاوہ دورہ موقوف علیہ میں مشکوٰۃ المصابیح (جلد اول) عرصہ تیس سال سے پڑھا رہے ہیں۔ بحمد للہ علمی حلقوں میں آپ کی علمی وجاہت اور تدریسی شان وشوکت مسلم ہے اور کیوں نہ ہو آپ اپنے وقت کے علامہ مولانا خان بہادر صاحب عرف مارتونگ مولانا صاحب کے علوم کے وارث اور امین ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے معقولات میں بھی کافی مہارت عطا فرمائی ہے' اس لئے آپ کا انداز تدریس میں محدثانہ اور متکلمانہ وفلسفیانہ ہوتا ہے' دو سال قبل آپ کے آمالی پر مشتمل مسلم شریف کا مقدمہ منظر عام پر آیا تھا' جس کو شائقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اب آپ کی تیس سالہ تدریس مشکوٰۃ شریف کا نچوڑ بعنوان الجهد النجيح کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے جسے آپ کے لائق وفائق فرزند مولانا فضل غفور حقانی نے بڑی محنت عرقریزی اور جانفشانی سے مرتب کی ہے۔ موصوف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے عظیم والد کے علوم ومعارف کی ترتیب وتدوین اور اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے' کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں: حضرت العلامہ مولانا مارتونگیؒ کے علمی افادات' حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کی مشکوٰۃ شریف پر قیمتی حاشیہ سے استفادہ' حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ کی تیس سالہ تدریس علوم حدیث کا نچوڑ۔ احادیث پر اعراب اور علامات ترقیم کا اہتمام۔ احادیث کا مستند اردو ترجمہ۔ ہر حدیث میں دو مباحث بحث عموی میں اور راوی حدیث کے مختصر حالات حدیث کی وجہ تسمیہ مرتبہ حدیث فضیلت حدیث کا لب لباب اور مقصود۔ شان ورود اور مسائل مستنبطہ من الحدیث۔ جبکہ بحث خصوصی میں تشریح مفردات صرفی ونحوی تحقیق وجوہ اعراب نکات بلاغت' حدیث کا دیگر نصوص کے ساتھ تعارض کی صورت میں بہترین تطبیق اور بیان مجمل دلنشیں وضاحت۔ مسلک اہل سنت والجماعۃ کا اثبات اور فرق باطلہ پر رد۔ احکام فقہیہ میں مذہب احناف کی ترجیح وتائید اور دیگر مذاہب کی بہترین توجیہات وجوابات مسکتہ اور ادلہ پر ناقدانہ نظر وغیرہ۔ ___ بہرحال یہ ایک علمی شاہکار کتاب ہے جس سے علماء وفضلاء' طلبا اور مدرسین حضرات یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں' کتاب کی طباعت اعلیٰ ٹائیٹل دیدہ زیب

۔امید ہے آپ کی دیگر تصانیف کی طرح اس نادر علمی شاہکار کا بھی علمی دنیا میں بھرپور استقبال کیا جائے گا۔

کتاب: اکلوتا فرزند ذبیح الحق ''یا اسمٰعیلؑ'' از: عبدالستار غوری ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری

اردو ترجمہ: عثمان سبحان غوری و ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری ضخامت: ۳۲۴ صفحات قیمت: ۳۳۰ روپے

ناشر: المورد ۵۱ ماڈل ٹاؤن لاہور

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے **فلما بلغ معه السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا تری قال یا ابت افعل ، ماتومر ستجدنی انشاء الله من الصابرین** اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اور جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں۔خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائیگا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا۔اس کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثانی فرماتے ہیں۔یعنی جب اسماعیلؑ بڑا ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے اور اس کے کام آسکے۔اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے بیٹے کو سنایا تا کہ اس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے یا زبردستی کرنی پڑے گی۔کہتے ہیں کہ مسلسل تین رات یہ ہی خواب دیکھتے رہے تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی بیٹے نے بلا توقف قبول کیا کہنے لگا کہ ابا جان مالک کا جو حکم ہو کر ڈالیے۔رہا میں سو انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ کس صبر وتحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔الخ___ زیر تبصرہ کتاب اسی موضوع کے متعلق محققانہ کتاب ہے اس کے پیش لفظ میں جاوید غامدی لکھتے ہیں بیت الحرام کی تعمیر کے بعد ابراہیم علیہ السلام کے اپنی اولاد کی اس شاخ کو خود یہاں آباد کیا تھا۔یہی وہ مقام ہے جہاں مروہ کے پاس انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربانی کیلئے پیش کیا۔یہ بیٹے خدا کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کے جد امجد اسماعیلؑ تھے۔یہود نے جو تحریفات اپنے صحائف میں کی ہیں وہ زیادہ تر انہی حقائق سے متعلق ہیں۔اسماعیل علیہ السلام کی جگہ انہوں نے سیدنا اسحاق علیہ السلام کا نام اپنے صحیفوں میں داخل کر دیا ہے۔۔۔یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کیلئے ان تحریفات کا پردہ چاک کرنا ضروری تھا۔دور حاضر کے ایک جلیل القدر عالم اور محقق امام حمید الدین فراہی نے یہ خدمت سرانجام دی اور الرای الصحیح فی من ھو الذبیح کے نام سے ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا۔جس میں نہایت قابل اطمینان دلائل سے یہ حقائق مبرہن کئے۔___ بزرگوارم عبدالستار صاحب غوری انہی علوم کے محقق ہیں انہوں نے اپنی زندگی قدیم صحائف میں رسول اللہ کی بعثت سے متعلق پیش گوئیوں کی تحقیق کے لئے وقف کر رکھی ہے۔اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے امام ذاہی کی تحقیق کو آگے بڑھایا اور انگریزی زبان میں ایک ایسی کتاب لکھ دی ہے جو ہر صاحب علم کی طرف سے داد و تحسین کی مستحق ہے ۲۰۰۲ء میں یہ کتاب انگریزی زبان میں شائع ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عثمان سبحان غوری اور ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری نے کیا اور اس میں یروشلم کی مختصر تاریخ کے عنوان سے ضمیمہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی!

Take No Tension

Take Sualin

with TOOT SIYAH efficacy

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعوات حق ۔(مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۴
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت وشہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۳۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۳۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۳۳۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روس الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۲۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک